بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد ۴۵ — شمارہ ۳۹

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم
نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516
POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۱۲ جمادی الاوّل ۱۴۱۷ ہجری ٭ ۲۶ تبوک ۱۳۷۵ ہش ٭ ۲۶ ستمبر ۱۹۹۶ عیسوی

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۰ ستمبر (ایم۔ ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احبابِ جماعت حضور انور کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور بلند مقاصد میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَبَارِکْ فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ

ہفت روزہ بدر قادیان

ارشادِ خداوندی

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَاَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(الزمر آیت ۵۴-۵۵)

ترجمہ: تُو (ان کو ہماری طرف سے کہدے۔ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر گناہ کر کے) ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے وہ بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنیوالا ہے اور تم سب اپنے رب کی طرف جھکو اور پیشتر اس کے کہ تم پر ایسا عذاب نازل ہو جسکے نزول کے بعد تمہاری مدد کے لئے کوئی نہ پہنچ سکے اس کے پورے فرمانبردار بن جاؤ۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں تو بھی میں تجھ کو بخش دوں گا

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے جب تک تو مجھ سے مانگے گا اور مجھ سے ہی اُمید رکھے گا تو میں تجھے بخش دوں گا تیرے گناہ کے باوجود اور میں کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اے ابن آدم اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں اور تو مجھ سے بخشش مانگے تو میں تجھ کو بخش دوں گا اور میں اس کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ اے ابن آدم اگر تیری ملاقات اس حالت میں ہو کہ زمین کی پورائی کے برابر خطائیں ہوں اور تو شرک نہ کرتا ہو میں بھری زمین بخشش لے کر تجھے ملوں گا۔"

(الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبہ)

پوری مستعدی اور کامل خلوص کے ساتھ وہ ہجرت کرو جو ہجرت بدیوں کے ملک سے نیکیوں کے ملک کی طرف ہوتی ہے یہ وہ ہجرت ہے جس کے بعد لوٹ کر جانا نہیں

فرمودہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۳ اگست ۱۹۹۶ء)

جرمنی ۲۳ اگست: سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج من ہائم میں جماعت احمدیہ جرمنی کے سالانہ جلسہ کے موقع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اس خطبہ کے ساتھ ہی جلسہ کا افتتاح بھی عمل میں آیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۱۱ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ ... الخ کی تلاوت فرمائی حضور نے فرمایا کہ اس آیتِ کریمہ میں توبہ کا مضمون بھی ہے اور ہجرت کا بھی اور جہاد فی سبیل اللہ کا بھی اور ان تینوں پہلوؤں سے اس کا اطلاق آج دنیا کی ان تمام جماعتوں پر ہو رہا ہے جو اللہ کی خاطر ہجرت کرنے کے بعد اللہ ہی کی خاطر ایک اور ہجرت بھی کر رہی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ وہ مضمون ہے کہ جس کا تعلق بدنی ہجرت ہی سے نہیں بلکہ رُوحانی ہجرت سے بھی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی جو تشریح فرمائی ہے اس کی نظیر آپ کو سارے اسلامی لٹریچر میں نہیں ملے گی مگر یہ تمام تشریح قرآن و حدیث پر مبنی ہے اور اس سے باہر نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت جرمنی کے حالات کے پیشِ نظر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اقتباس کو چنا ہے اور آپ کی یہ تشریح اس آیتِ کریمہ پر مبنی اور ان احادیث کے مضامین پر مبنی ہے جن کا تعلق ہجرت سے ہے۔

حضور نے ہجرت اور توبہ کے مضمون پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس کو پڑھتے ہوئے اور ان مضامین کو مزید تشریح و تفصیل اور ارشد کے ساتھ سمجھاتے ہوئے بتایا کہ اس آیت کا بنیادی تعلق بیعت سے ہے اللہ تعالےٰ نے مومنوں کے جانوں اور اموال کے جس سودے کا ذکر اس آیت میں فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے حقیقی توبہ قرار دیتے ہیں یعنی یہ کہ انسان سچی توبہ میں اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دیتا ہے اور اس کے بدلے میں اپنی جان کی بخشش چاہتا ہے۔

حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پڑھتے ہوئے بتایا کہ حضور علیہ السلام نے اس میں ظاہری ہجرت کے ساتھ روحانی ہجرت کے مضامین کو بیان فرمایا ہے اور روحانی ہجرت اور دُنیاوی ہجرت میں جو فرق ہے اس کو بھی واضح فرمایا ہے رُوحانی ہجرت موت کی طرح ہے جس سے کبھی واپسی ممکن نہیں جب انسان گناہوں کو ترک کرتا ہے اور گناہوں کی سرزمین کو چھوڑ کر خدا کی طرف ہجرت کرتا ہے پھر وہ کبھی واپس گناہوں کے وطن کی طرف رُخ نہیں کرتا اس سے ہمیشہ کے لئے جُدائی اختیار کر لیتا ہے جبکہ مادی دنیا کی ہجرت میں اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ کوئی شخص کبھی اس وطن کی طرف واپس بھی لوٹ جائے جہاں سے اس نے کبھی ہجرت کی تھی۔

حضور انور نے اس ضمن میں بیعت اور استغفار اور توبہ کے مضامین کو بھی کھول کر بیان فرمایا اور بتایا کہ بیعت میں خشکی نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ خشک لکڑی کا سرسبز شاخ سے پیوند نہیں ہو سکتا۔ بیعت کے فیوض کو حاصل کرنے کے لئے دلی خلوص اور محبت اور وفا وغیرہ اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جب آپ کو خلافت کا نظام عطا فرمایا ہے تو محبت اور دل کی گہرائی سے اس سے تعلق باندھیں اور اس کی حفاظت پر مامور ہو جائیں حضور نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا وہ واقعہ بیان فرمایا جب آپ کچھ عرصہ قادیان میں گزارنے کے لئے آئے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے واپسی کی اجازت چاہی تو حضورؑ نے آپ کو مزید ٹھہرنے کے لئے فرمایا اور پھر جب آپ کو وطن جانے کی بجائے قادیان ہی میں قیام کے لئے فرمایا تو حضرت خلیفہ اوّل فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی وطن واپس جانے کا خیال کبھی میرے دل میں نہیں آیا حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ وہ ہجرت ہے جو حقیقی طور پر روحانی ہجرت ہے اور یہ وہ توبہ ہے جو مقبول توبہ ہے اور یہ وہ عہد بیعت ہے جس کی طرف قرآن کریم آپ کو بُلاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اے پاکستان سے ہجرت کرنے والو! تم جہاں کہیں بھی ہو یاد رکھو کہ ایک ہجرت تو ہو گئی اور اس ہجرت سے جو خدا نے وعدے فرمائے تھے وہ پورے ہو گئے تم نے دیکھ لیا کہ اس ہجرت کے نتیجہ میں تنگیاں نہیں بلکہ خدا نے وسعتیں عطا فرمائیں۔ ہجرت سے وابستہ ایک بھی وعدہ نہیں جو خدا نے پورا نہ فرمایا ہو اب پوری مستعدی اور کامل خلوص کے ساتھ وہ ہجرت کرو جو ہجرت بدیوں کے ملک سے نیکی کے ملک کی طرف ہوتی ہے یہ وہ ہجرت ہے جس کے بعد لوٹ کر جانا نہیں اس کے بعد مُڑ کر دیکھنا نہیں کہ کن بد لوگوں سے ہم نے نجات پائی ہے جب چھوڑتے ہو تو بالکل چھوڑ جاؤ اور بھول جاؤ کہ تم کہاں رہا کرتے تھے اور نئی زندگی میں داخل ہو جاؤ۔

حضور نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ جس خدا نے دنیاوی ہجرت کے نتیجہ میں کئے گئے وعدے تمہاری توقعات سے بھی بڑھ کر پورے کئے وہ روحانی ہجرت کرنے والے سے کئے گئے وعدے بھی پورے فرمائے گا یہ ہجرت آپ کریں تو سب دُنیا آپ کے ساتھ ہجرت پر تیار ہو گی اور یہی وہ ہجرت ہے جو سب دُنیا کا آخری مقصد ہے اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۶ تبوک ۱۳۷۵ ہش

دیوبندی چالوں سے بچئے!

(۱۳)

گزشتہ گفتگو میں ہم نے عرض کیا تھا کہ دیوبندیوں نے یہودیانہ تحریف کی نقل کرتے ہوئے اب تک بہت سی اسلامی کتب ہیں جن میں بزرگانِ اسلام کی قیمتی و نادر تصنیفات۔ احادیث کی کتب۔ تفسیر قرآن یہاں تک کہ قرآنِ مجید کے تراجم بھی شامل ہیں اپنی من مانی تبدیلیاں کردی ہیں۔ اب ہم ذیل میں ان کتابوں میں سے بعض کی فہرست درج کرتے ہیں۔ پھر بتائیں گے کہ یہ من مانی تبدیلیاں کرنے کا خوفناک اور گھناؤنا جُرم ان دیوبندیوں نے کیوں کیا۔

(۱) مجموعہ خطب (مؤلفہ مولانا محمد مُسلم صاحب رحمۃ اللہ علیہ)
(۲) معراج نامہ (مؤلفہ مولوی قادر یار صاحب رحمۃ اللہ علیہ)
(۳) تذکرۃ الاولیاء (تصنیف حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ)
(۴) اربعین فی احوال المہدیین (مؤلفہ حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ)
(۵) تعطیر الانام (مؤلفہ حضرت شیخ عبد الغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ)
(۶) شمائل ترمذی (از حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ)
(۷) صحیح مُسلم شریف (حضرت امام مسلم بن حجاج قشیری رحمۃ اللہ علیہ)
(۸) تفسیر مجمع البیان (حضرت الشیخ فضل ابن الحسن الطبری رحمۃ اللہ علیہ)
(۹) تفسیر الصافی (حضرت محمد بن مرتضیٰ الفیض الکاشانی رحمۃ اللہ علیہ)
(۱۰) ترجمہ قرآن کریم (از حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

مجموعہ خطب: ان میں سے پہلی کتاب "مجموعہ خطب" اُنیسویں صدی کے اہلِ سُنّت والجماعت کے ایک مشہور عالم و خطیب مولانا محمد مُسلم مرحوم کی ہے جن کی ولادت ۱۸۰۵ء میں ہوئی اور وفات ۱۸۸۰ء میں۔ ان بزرگ کو جامع البرکات والکمالات کا نام دیا جاتا ہے۔ جو کہ آپ کی کتاب کے ٹائیٹل پیج پر درج ہے۔ آپ کی کتاب میں درج شدہ نصیحتیں آج تک بڑے شوق سے مساجد میں درس و تدریس اور خُطبوں کے دَوران پڑھی جاتی ہیں۔ اس کتاب کا ۱۹۰۲ء میں شائع ہونے والا پُرانا نسخہ اور پھر بعد میں شائع ہونے والے نئے نسخہ کا عکس اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ قدیمی نسخہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء میں درج شدہ ایک شعر اس طرح ہے۔

اسمٰعیل اسحٰق نہ رہیا مُوسیٰ عیسیٰ نالے!
ہور الیاس داؤد پیغمبر پیتے اجل پیالے

(مجموعہ خطب صفحہ ۱۴ ۱۳۱۹ھ (۱۹۰۲ء) مطبع مفید عام لاہور)

اس پنجابی شعر کا مطلب یہ ہے کہ اِس دُنیائے فانی سے حضرت اسمٰعیلؑ اسحٰقؑ حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام سب کوچ کر گئے۔ اسی طرح حضرت الیاسؑ حضرت داؤدؑ نے بھی موت کے پیالوں کو پی لیا۔ یہ دُنیا فانی ہے۔ یہاں تک کہ گزشتہ سب انبیاء علیہم السّلام بھی وفات پاگئے ہیں۔ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ چونکہ یہ شعر سیّدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے پیش فرمودہ اس نظریہ کی تائید کرتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باقی تمام انبیاء کی طرح وفات پاگئے ہیں اور احمدی مبلّغین و مناظرین ایک عرصہ تک وفاتِ مسیح کی دلیل کے طور پر اِس شعر کو پیش کرتے رہے۔ جس سے نیک فطرت لوگ متأثر بھی ہوتے رہے۔ اور یہ معلوم کرکے کہ بزرگانِ اسلام کا حضرت مسیحؑ کے متعلق وہی نظریہ ہے جو جماعت احمدیہ کا ہے، کثرت سے جماعت میں داخل ہوتے رہے۔

اس پرحق کے دُشمنوں نے سوچا کہ کیوں نہ اس شعر میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا نام ہی نکال دیا جائے تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ چنانچہ پہلے مصرعہ میں تحریف کرکے بعد کے نسخہ میں یوں بنا دیا۔

اسمٰعیل اسحٰق نہ رہیا ہارون موسیٰ نالے
لُوط اتے داؤد پیغمبر پیتے اجل پیالے

(مجموعہ خطب صفحہ ۱۲ ناشر سراج الدین اینڈ سنز تاجرانِ کتب کشمیری بازار لاہور)

دیکھئے! کیسی خطرناک شرارت ہے کہ پہلے مصرعہ میں جان بُوجھ کر حضرت عیسیٰؑ کا نام نکال کر حضرت ہارونؑ کا نام داخل کر دیا ہے۔ ہائے افسوس کہ ان ملّاؤں کی بدولت بزرگانِ اسلام کی قیمتی کتب اور ان کے نظریات سے کھلواڑ کرنے کا یہ منحوس دِن بھی مُسلمانوں کو دیکھنا نصیب ہونا تھا۔ کاش یہ بزرگانِ اسلام کے نظریات کو تبدیل کرنے کی بجائے خدا کے مسیح موعود کے سمجھانے پر اپنے غلط نظریات کو ہی تبدیل کر لیتے۔ لیکن اُنہوں نے تو یہاں تک حد کر دی ہے کہ غُصّہ میں آکر ان بزرگوں کے مرتبہ کو بھی گھٹانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ قدیمی نسخہ کے ٹائیٹل پیج پر مؤلف کے نام کے ساتھ "جامع البرکات والکمالات جناب مولوی محمد مُسلم صاحب" لکھا ہے۔ لیکن بعد میں انہوں نے جو نسخہ شائع کیا ہے مُصنّف کا نام صرف "محمد مُسلم" لکھا ہے۔ گویا کسی معروف و مشہور بزرگ کی کتاب نہیں بلکہ کسی عام اور غیر معروف قسم کے "محمد مُسلم" نام کے آدمی کی کتاب ہے۔ یہ مَثَل کہ چاند کے مُنہ پر تھُوکنے سے چاند تو گندا نہیں ہوتا لیکن جو ہونا ہے وہی اب ان دیوبندی ملّاؤں کے نصیب میں ہے۔

معراج نامہ: معراج نامہ نہایت معروف و مشہور کتاب ہے۔ اگرچہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ معراج پر بہت سی کتب لکھی گئی ہیں لیکن ان سب میں مولوی قادر بخش صاحب المتخلص قادر یار مرحوم رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۸۰۲ء وفات ۱۸۹۲ء) کی کتاب مُسلّم سمجھی جاتی ہے۔ اس منظوم پنجابی معراج نامہ میں ایک شعر یوں ہے

چپ محمدؐ حرف نہ کیتا سُتّا نال غمی دے
دھاناں رُوح جنابے خوابوں بُت مکاں زمیں دے

(معراج نامہ کلاں عربی مصنّفہ قادر یار صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
پبلشر عبد الحمید تاجر کتب نولکھا بازار۔ لاہور)

اس شعر میں قادر یار صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ نے معراج کے متعلق دیوبندی مسلک کے خلاف وہ عقیدہ پیش فرمایا ہے جو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا عقیدہ ہے۔ یعنی معراج کی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح خواب میں اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہوئی تھی۔ جسم مبارک زمین پر ہی تھا۔ قادر یار صاحب فرماتے ہیں "رُوح جنابے خوابوں" یعنی آپ کی رُوح مولیٰ کریم کے حضور خواب میں حاضر ہوئی تھی "بُت مکان زمین تے" اور جسم مبارک زمین پر ہی تھا۔ چونکہ حضرت موصوف کے اس نظریہ سے جماعتِ احمدیہ کے نظریہ کی تائید ہوتی ہے اِس لئے معراج نامہ کے اگلے ایڈیشن میں یوں تبدیلی کی گئی ہے۔

دھاناں رُوح جنابے خوابوں بُت سمیت چلیندے

(معراج نامہ مطبوعہ شیخ برکت علی اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی رُوح جنابِ الٰہی میں اس طرح حاضر ہوئی کہ آپ اپنے جسمِ عُنصری کے ساتھ آسمان پر چل کر گئے۔ اور ساتھ ہی تحریف شدہ نسخہ کے ٹائیٹل پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ حضرت کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں لکھا۔

ابھی ہمارا یہ مضمون جاری ہے لیکن انصاف پسند برادرانِ اسلام سے ہماری درخواست ہے کہ وہ خود غور کریں کہ آج کیسے خائن لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں ختمِ نبوّت کی حفاظت کا جھنڈا تھام رکھا ہے۔ اور کیا اس حفاظت کے پیچھے بھی کوئی بڑی خیانت تو کام نہیں کر رہی۔ اَے اہلِ عقل غور کرو ۔۔۔!!!

(مذکورہ ہر دو کتب کے قدیم و جدید نسخوں کے عکس اسی شمارے میں صفحہ ۱۱ و صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں) (باقی)

(مُنیر احمد خادم)

غزل

★ عُبیدُاللہ عَلیم

ہر آواز زمستانی ہے ہر جذبہ زندانی ہے
کوچۂ یار سے دار و رسن تک ایک سی ہی ویرانی ہے

کتنے کوہِ گراں کاٹے تب صُبحِ طرب کی دِید ہُوئی
اور یہ صُبحِ طرب بھی یارو کہتے ہیں بیگانی ہے

جتنے آگ کے دریا ہیں سب پار ہمیں کو کرنا ہیں
دُنیا کس کے ساتھ آئی ہے دُنیا تو دیوانی ہے

لمحہ لمحہ خواب دِکھائے اور سو سو تعبیر کرے
لذّت کم آزار بہت ہے جس کا نام جوانی ہے

دِل کہتا ہے وہ کچھ بھی ہو اُس کی یاد جگائے رکھ
عقل یہ کہتی ہے کہ توہّم پر جینا نادانی ہے

تیرے پیار سے پہلے کب تھا دِل میں ایسا سوز و گداز
تجھ سے پیار کیا تو ہم نے اپنی قیمت جانی ہے

آپ بھی کیسے شہر میں آکر شاعر کہلائے ہیں علیمؔ
درد جہاں کم یاب بہت ہے نغموں کی ارزانی ہے

خطبہ جمعہ

یہ جلسہ بھی پہلے جلسوں کی طرح ہمارے لئے ایک عمومی عالمی تربیت کے پیغام بھی لایا ہے، مواقع بھی لایا ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ جولائی ۱۹۹۶ء مطابق ۱۹ وفا ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له. وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۵﴾

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۶﴾

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۷﴾

فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۸﴾

(سورہ الذاریت: ۲۵ تا ۲۸)

جلسہ سالانہ یو۔کے کے دن اب بہت قریب آگئے ہیں اور یہ وہ سالانہ جلسہ ہے جو ایک عالمی نوعیت اختیار کر چکا ہے۔ سب جلسے بہت اچھے ہوتے ہیں محض اللہ کی خاطر دور دور سے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں بہت سے فوائد باہمی محبت کے ذریعے بھی بڑھتے ہیں اور دیگر روحانی اور آسمانی برکات بھی بکثرت نازل ہوتی ہیں۔ جرمنی کا جلسہ بھی بہت غیر معمولی نوعیت اختیار کر چکا ہے کینیڈا کا بھی اپنا رنگ رکھتا تھا امریکہ کا بھی، دور دور سے مہمان آتے ہیں اور ان سے مل کر محبتیں تازہ ہوتی ہیں پرانی یادیں پھر زندہ ہو جاتی ہیں اور آئندہ کے لئے گویا زاد راہ مل جاتا ہے۔ بعض جلسے ایسے ہیں اتنا روحانی زاد چھوڑ جاتے ہیں ایسی غذا پیچھے چھوڑ جاتے ہیں کہ سارا سال یادوں میں ان کو کھایا جاتا ہے اور وہ ختم نہیں ہوتیں۔ مگر یو۔کے یعنی United Kingdom کا جو جلسہ ہے اس کی اپنی ایک شان ہے۔ اس کثرت سے دور دراز سے، مشرق و مغرب، شمال و جنوب سے دنیا کے کسی جلسے میں لوگ اس طرح اکٹھے نہیں ہوتے جیسے انگلستان کے جلسے میں آتے ہیں اس لئے اس پہلو سے اسے ایک مرکزیت حاصل ہوگئی ہے۔ اور وہ آتے ہیں جن کا انتظار رہتا ہے۔ بعض چہرے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ خاص طور پر اپنے مظلوم بھائی، مظلوم بہنیں، مظلوم بچے جو پاکستان سے آتے ہیں۔ اترے ہوئے، دکھے ہوئے چہرے آتے ہیں تو کھلکھلا اٹھتے ہیں۔ نئی زندگی، نئی تازگی پیدا ہوتی ہے۔ خوشیاں بھی لاتے ہیں غم بھی لاتے ہیں اور بیک وقت ایسی کیفیت میں وقت گزرتا ہے کہ اس کا بیان ممکن نہیں۔ لیکن جلسے کی عادت یہ ہے کہ مدتوں انتظار کراتا ہے، راہ دیکھتے چلے جاتے ہیں۔ جب آتا ہے تو ایسے گزر جاتا ہے جیسے پلک جھپکنے میں نکل گیا۔ یہ وصل کی کیفیت کا حال ہے اور محبت کے طبعی تقاضے ہیں۔ ایک ایسی ہی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے میں نے ایک دفعہ، اپنے ایک شعر میں یوں کوشش کی تھی کہ :-

لمحات وصل جن پہ ازل کا گمان تھا
چٹکی میں اڑ گئے وہ طیور سرورِ شب

یعنی وہ لمحات وصل کے جب تھے تو لگتا تھا کہ ازل آگئی ہے، وقت ٹھہر گیا ہے۔ اور جب گزرے تو یہ رات کے پرندے لگتا تھا کہ چٹکی میں اڑ گئے۔

تو امرِ واقعہ یہ ہے کہ یہی وہ کیفیت ہے جو بعض ازلی صداقتوں کی طرف انسان کے ذہن کو منتقل کر دیتی ہے۔ چنانچہ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے مجھے جنت کی ازل کی حقیقت سمجھ آگئی۔ اور جہنم تھوڑے وقت کے ہونے کے باوجود کیوں لامتناہی دکھائی دے گی اور کیوں جہنم کو بھی ابدی کہا گیا ہے وہ راز بھی سمجھ میں آگیا۔ جنت کا ہمیشہ ہمیش کے لئے ہونا ایک لازمی حقیقت ہے جس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر دنیا میں انسانی وصل کے تجارب اتنا گہرا اثر انسان پر چھوڑتے ہیں کہ آنے والوں کی موجودگی میں تو وقت لگتا ہے ٹھہر گیا ہے، ہمیشہ کے لئے یہی وقت ہے اس سے زیادہ آگے اور پیچھے کا کوئی دھیان باقی نہیں رہتا۔ اور جب گزرتا ہے تو یوں لگتا ہے آناً فاناً گزر گیا ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹھہرا۔ اگر وصل الٰہی، جس کو دنیا کے وصل کے مقابل پر ایک لامتناہی عظمت حاصل ہے اس کی رفعتوں کا انسان تصور نہیں کر سکتا، اس کا سوچیں اگر وہ کسی محدود عرصے کے لئے جنت ہوتی تو وہ جنت جو لطف لاتی جب جاتی تو جتنے دکھ دے جاتی اس کا کوئی تصور بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ ایک دنیا کے محبوب کی جدائی سے دیکھو کتنا دکھ پہنچتا ہے۔ چند لمحے کے وصل کی گھڑیاں جو سکھ لاتی ہیں وہ بعض دفعہ عمر بھر کا دکھ پیچھے چھوڑ جاتی ہیں۔

یہ وہ فلسفہ ہے ازل اور ابد کا جس کی حقیقت ہمیں قرآن کریم کے مابعدالموت کے پیش کردہ مناظر سے سمجھ آتی ہے۔ جتنا بڑا دکھ ہو جتنی شدید تکلیف ہو اتنا ہی وقت لمبا ہو جاتا ہے اور اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔ بعض دکھ کی راتیں لگتا ہے ساری زندگی پر محیط ہوگئی ہیں۔ اور سکھ کی زندگیاں جب ختم ہوتی ہیں تو انسان کہتا ہے

"خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا"

کچھ بھی نہیں رہا چند دن کی باتیں تھیں۔ اور پھر بعض شعراء خدا کو طعنے دیتے ہیں

"دیکھے ہیں ہم نے حوصلے پروردگار کے"

یہ دو چار دن کی زندگی ہی دی تھی نا لیکن جب گزر گئی تو دنیا کے عیش کی کچھ سمجھ نہیں آتی کہاں چلا گیا سوائے ان بداثرات کے جو باقی رہ جائے کچھ پیچھے چھوڑ کر نہیں جاتا۔

تو ازل کی محبت اور ازلی محبوب سے یہ دو لازم ملزوم چیزیں ہیں۔ اس لئے جنت لامتناہی بھی ہوگی تو وہ بور نہیں کر سکتی اس سے انسان اکتاہٹ محسوس نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اصل اکتاہٹ کا فلسفہ تعلق کی کمی میں ہے۔ اور جو شخص بھی تعلق رکھنے کے باوجود پرانا ہو جائے اور اس کی جاذبیت ختم ہو جائے وہ شخص اکتاہٹ پیدا کرنے لگتا ہے۔ ایک اللہ کی ذات ہے جس کا تعلق نہ صرف یہ کہ بے انتہا لذتیں لاتا ہے، لامتناہی سرور بخشتا ہے جس کا قرآن کریم فرماتا ہے تم اس دنیا میں تصور بھی نہیں کر سکتے، ناممکن ہے۔ مثالیں ہم دیتے ہیں مگر تمہارے لئے ممکن نہیں کہ سوچ سکو کہ وہ چیز کیا ہے۔ نعماءِ جنت کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ وہ دراصل محبت کی جنت ہے اور اس محبت کا دائمی ہونا ایک لازمی نتیجہ تھا۔ پس اس پہلو سے جنت کے ازلی ہونے کی سمجھ آگئی اور پھر یہ کہ جب محبوب اپنے حسن میں بڑھتا ہوا دکھائی دے رہا ہو پھر تو کسی جگہ اس کا انقطاع ممکن ہی نہیں۔ "غیر ممنون" کے سوا کچھ کہا ہی نہیں جا سکتا۔ پس یہی ہے اللہ تعالیٰ نے جو نتیجہ نکالا کہ یہ وہ جنت ہوگی تمہاری جزا کی جو غیر ممنون ہے۔ وہ کاٹی جا ہی نہیں سکتی۔ جہاں بھی کاٹی جائے گی تمہیں یوں لگے گا جیسے آناً فاناً گزر گئی۔

لیکن جہنم کا ابدی ہونے کے باوجود ابدیت کا معنیٰ اور ہے۔ جہاں ایک ایک لمحہ ایک عذاب دکھائی دے اور یوں محسوس ہو کہ ساری عمر دکھ ہی کاٹے ہیں۔ چنانچہ بہت سی ناشکری عورتیں خاوند کے ہاتھوں اگر کوئی ظلم دیکھ لیں تو کہتی ہیں ہم نے تو ساری عمر دکھ ہی کاٹے ہیں۔ ہو سکتا ہے مبالغہ بھی ہو لیکن ہو سکتا ہے ایک طبعی مجبوری کی کیفیت کا نام ہو۔ وہ طبعی مجبوری کی کیفیت یہ ہے کہ دکھ کا زمانہ لمبا لگتا ہے اور احسان کا زمانہ چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔ اس مضمون پر غور کرتے ہوئے اس طرف بھی توجہ جاتی ہے کہ ہم خدا کے احسان کا شکریہ ادا کرنے کی کما حقہ کوشش بھی کرتے ہیں کہ نہیں۔ اور اس کے احسان تو اتنے محیط ہیں کہ ان کے محیط ہونے کی وجہ سے وہ نظر سے اوجھل ہو گئے ہیں اور یاد کرانا پڑتا ہے ایک ایک لمحے کی یاد دلانی پڑتی ہے۔ اور ان کا شکر ادا نہ کرنے کا رجحان انسان میں پایا جاتا ہے اس میں ایک حد تک تو یہی نفسیاتی مجبوری ہے کہ جو انسان بعض احسانات میں ڈوب جائے وہ رفتہ رفتہ سمجھتا ہے کہ یہ میرا روزمرہ زندگی کا حق ہے۔ ہاں جب احسان کا ہاتھ کھینچا جاتا ہے تب سمجھ آتی ہے کہ احسان کس کو کہتے ہیں۔

ایک صاحب تشریف لائے کل، بیماریوں کے سلسلے میں لوگ آتے رہتے ہیں کہ رات گردے کی بہت تکلیف تھی، رات ہی نہیں کٹتی تھی۔ کسی کو دانت کی تکلیف ہوئی تو ساری رات عذاب میں گزری، زمانہ ٹھہر گیا۔ تو دکھ بھی ٹھہر جاتے ہیں مگر تھوڑے ہوں تب بھی بہت لمبے دکھائی دیتے ہیں۔ جب گزرتے ہیں تو ان کی یاد کا دکھ ختم نہیں ہوتا اور سرور کی اور کیفیت ہے۔ پس ہمارے جلسے بھی اسی طرح آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ ابھی کچھ دیکھا بھی نہیں تھا کہ وقت ہاتھ سے نکل گیا، گزر گیا۔ پس جتنے بھی لمحات ہیں ان کی قدر کریں اور جو مقامی ہیں میں جانتا ہوں کہ بہت خدمت کرتے ہیں، غیر معمولی اور مجھے کبھی جماعت یو۔کے سے یہ شکوہ نہیں ہوا کہ انہوں نے جو خدمت کا حق تھا اس میں کمی کی یا عمداً ان سے کوتاہی ہوئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود مہمان کا دل نازک ہوتا ہے اور مہمان کی عظمت کا

اور اس کی عزت کا جو تصور قرآن کریم نے پیش فرمایا ہے اس کا ذکر ان چند آیات میں ملتا ہے جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں۔

" ھل اتاک حدیث ضیف ابراہیم المکرمین " کیا تجھ تک ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے۔ وہ معزز تھے مگر فرمایا " قوم منکرون " اجنبی لوگ تھے۔ تو مہمان اپنی اجنبیت میں بھی معزز ہے۔ یہ وہ نکتہ ہے جو قرآن کریم کا یہ بیان ہمیں سکھا گیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا حال دیکھیں " فراغ الی اھلہ فجآء بعجلٍ سمینٍ " یہ نہیں پوچھا کھانا کھانا ہے کہ نہیں، بھوکے ہو کہ نہیں۔ اجنبی مہمانوں سے یہ سلوک ہے۔ جو اپنے پیارے جن کا انسان منتظر ہو وہ آئیں تو پھر کتنا اس سے بڑھ کر دل کے طبعی جوش سے ان کا اعزاز ہونا چاہیئے۔ یہ پتہ ہی نہیں کیا کہ تم ہو کون لوگ اجنبی لوگ تھے جا کے بچھڑا تیار کیا، ذبح فرما دیا اور " فقربہ الیھم " پیش کیا اور حیرت سے پوچھا " الا تاکلون " کھاؤ گے نہیں تم۔

اب یہاں " منکرون " کا معنیٰ ایسا اجنبی جس سے انسان خوف کھاتا ہو اس جگہ درست نہیں ہے کیونکہ ان کی وہ خوف والی اجنبیت کا علم بعد میں ہوا ہے۔ پہلی اجنبیت تھی وہ ان کی ذاتی اجنبیت تھی، ان کو کبھی دیکھا نہیں تھا، ان سے آشنائی نہیں تھی اور تھے وہ " منکرون "۔ تبھی بسا اوقات میں مغرب کے خطابات میں یہ نہیں کہتا کہ معزز مہمانو اور دوسرے مہمانو! میں کہتا ہوں تم سارے معزز مہمان ہو کیونکہ قرآن کریم کی اصطلاح میں مہمان کے لئے معزز ہی کا لفظ ہے اپنا ہو یا پرایا ہو، اجنبی ہو یا دیکھا بھالا ہو سب مہمان معزز ہیں۔ اس پہلو سے جس حد تک بھی ممکن ہے مہمانوں کی خدمت کرنا لازم ہے مگر یہ خیال کہ ہم نے خدمت کا حق ادا کر دیا یہ کافی نہیں ہے کیونکہ بعض مہمان اپنی نزاکتیں لے کے ساتھ آتے ہیں اور جتنا وہ خود مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں اس سے بہت زیادہ کی اپنے لئے توقع رکھتے ہیں۔ پھر بہت سے ایسے مہمان ہیں ان کو یہ احساس ہوتا ہے کہ دیکھو ہم کتنی دور سے چل کے آئے ہیں، کتنی محنتیں کیں، کتنے کتنے دن ویزوں کے لئے گزار دیئے، انتظار میں Que میں لگے بیٹھے رہے تو یہ ان کی یادیں واقعتہً ان کے اندر صحیح جذبہ پیدا کرتی ہیں کہ ہم ایسے مہمان نہیں کہ ہمیں یونہی السلام علیکم اور جزاک اللہ کہہ کے ٹال دیا جائے، ہماری پوری عزت ہونی چاہیئے۔ محض للہ آئے ہیں اور اس پہلو سے اللہ کے مہمان ہیں اور اللہ کے مہمانوں کا حق باقی مہمانوں سے زیادہ ادا ہونا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا، مہمانوں کے انتظام میں مہمان نوازی کی نسبت یہ فرمایا "میرا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جائے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے"۔ یہ ہے وہ مہمان کی خصوصیت اور اس کے لئے ایک نفسیاتی وجہ موجود ہے۔ وہ اپنے گھر نہیں ہوتا دوسرے کے گھر ہوتا ہے اور اپنے گھر کی تکلیفوں کو وہ روزمرہ کا اپنا ایک معمول سمجھتا ہے۔ لیکن جب دوسرے کے گھر جائے تو یہ ایک نفسیاتی خوف ہوتا ہے کہ کہیں میں بے طلب کا مہمان تو نہیں، کہیں میں ایسا مہمان تو نہیں جس کو یہ چاہتے نہیں تھے۔ اس لئے وجہ بے وجہ نفس بہانے ڈھونڈ لیتا ہے، اس کو ڈراتا ہے کہ دیکھا تم یہاں پسندیدہ مہمان نہیں ہو۔ تمہاری جو خدمت ہونی چاہیئے تھی وہ نہیں کی جا رہی، معلوم ہوتا ہے تمہیں چاہتے نہیں یہ لوگ۔ تو جو خوف ہیں نفسیاتی خوف وہ طرح طرح کے قصے گھڑ لیتے ہیں۔ پس یہ بھی وجہ ہے اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے مہمان کی عمومی صفت یہ ہے کہ وہ نازک دل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں شیشے کی طرح نازک ہوتا ہے۔

فرماتے ہیں "اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی اس لئے مجبوری علیحدگی ہوئی۔ ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں ان کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔"

یہ جو مضمون ہے اس پر غور کرنا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں کتنے مہمان ہوا کرتے تھے۔ چند تھے مگر اپنے گھر میں رکھنے کے شوق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کوئی جگہ خالی نہیں چھوڑتے تھے۔ اور پھر وہ کثرت ایسی ہوئی کہ اپنے گھر میں نہیں رکھے جاسکے تو مہمانخانوں میں پہنچتے تھے اور مہمان خانوں میں بھی پہنچنے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ذاتی توجہ نہیں دے سکتے تھے ہر ایک کی طرف۔ اس لئے اب تو یہ معاملہ بہت آگے جا چکا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کا یہ نشان ہے اور آپ نے جس رنگ میں مہمان نوازی میں تربیت فرمائی کہ جو کچھ آپ چاہتے تھے اب ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ساری دنیا میں جماعت میں مہمان نوازی کا ایک ایسا جذبہ ہے کہ جس کی کوئی مثال دنیا میں کوئی جماعت پیش نہیں کر سکتی۔ حیران کن ہے۔ اتنی تکلیفیں اٹھاتے ہیں مہمان کی آمد کے انتظار میں اور اس کی سہولت کی خاطر کہ جب میں ان کے وقار عمل دیکھتا ہوں، جب بچوں کو دیکھتا ہوں بڑوں کو، عورتوں کو، مردوں کو بعض کئی کئی مہینے سے مسلسل اپنے آنے والے مہمانوں کے انتظار میں وہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں جو احتیاطاً ان کو تکلیف سے بچانے کے لئے اور آرام پہنچانے کے لئے کرنی پڑتی ہیں۔ وہ انتظامات خود اپنے ہاتھ سے درست کرتے ہیں۔ ہاتھ سے اس لئے کہ ہمارے پاس مہمان نوازی کے لئے جذبے تو بہت ہیں لیکن پیسہ اتنا زیادہ نہیں کہ ہر کام پیشہ وروں سے کروا سکیں اور اگر وہ ہوتا تو اچھا نہ لگتا۔ کیونکہ جو لطف اپنے ہاتھ سے مہمان کی خدمت کا ہے وہ پیشہ وارانہ کام سے ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لئے شروع شروع میں تو یہی وقت شاید ہو مگر میں نے تجربے سے محسوس کیا ہے کہ خدا کی تقدیر یہ ہے۔ جن کاموں میں روپے کی ضرورت پڑے بے شمار عطا فرماتا ہے۔ تو وہ ہمیں اسی طرح دیکھنا چاہتا ہے کہ مہمان کی خدمت کے لئے روپے پر انحصار نہ ہو، ذاتی قربانی پر انحصار ہو اور جو لطف اس خدمت کا ہے وہ کسی اور خدمت میں ممکن نہیں ہے۔ میں نے دیکھا ہے مہمان نوازی کے تعلق میں اگر کسی مہمان سے تعلق ہو تو گھر والی خود صفائیاں کرتی پھرتی ہے۔ نوکر ہوں بھی تو اعتماد نہیں کرے گی۔ وہ ایک ایک چیز کو خود دیکھے گی، خود سلیقے سے لگائے گی اور چند لمحے ہیں مہمان نوازی کے جو آیا اور گزر بھی گیا لیکن اس کی دیکھیں تیاریاں کیسے جاتی ہیں۔ اور یہ محبت کے نتیجے میں ہوتا ہے اور محبت کے علاوہ اس سلیقے کے نتیجے میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں بخشا ہے مہمان نوازی کے لئے۔ آپ کی مثالیں حیرت انگیز ہیں کس طرح آپ مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ بعض دفعہ پڑھتے وقت آنکھوں سے جذبات کا سیلاب امڈ جاتا ہے۔ سردی کی راتیں، اتنی سخت راتیں کہ مہمانوں کے لئے وہ راتیں برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ مطالبے آ رہے تھے کہ یا حضرت وہاں تلائی کم ہو گئی وہاں رضائی کم ہو گئی وہاں کمبل کی ضرورت ہے آپ گھر سے سب کچھ بانٹتے چلے گئے۔ آخر ایک دفعہ ایک اطلاع دینے والے نے آکر کمرے میں دیکھا تو اپنا جبہ لے کر کرسی پر پڑے ہوئے تھے کوئی چیز گھر میں سونے کے لئے اپنے اوپر اوڑھنے کے لئے نہیں تھی۔ آپ نے فرمایا کہ یہی کچھ ہے۔ اللہ کا کتنا احسان ہے کہ اسی میں مجھے آرام اور سکون مل رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مہمان نوازی کی لطافتیں آپ دیکھیں تو عقل حیرت میں ڈوب جاتی ہے۔ کیسی لطافت تھی کیسی باریکیاں تھیں اس مہمان نوازی کی۔

پس وہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے جذبے ہیں جو آسمان سے اب احمدیوں پر فضلوں کی صورت میں نازل ہو رہے ہیں اور دنیا میں ایک ایسی جماعت رونما ہوئی ہے جس کے متعلق انسان یقین سے کہہ سکتا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم مہمان نوازی میں اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ موسم بدلتے ہیں تکلیفیں آتی ہیں کبھی اچھے موسم، کبھی برے موسم، کبھی سردیاں زیادہ، کبھی گرمیاں زیادہ، کبھی آندھی، کبھی جھکڑ چل رہے ہیں مگر احمدی مہمان نوازی پہ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ ہر بدلے ہوئے وقت کی تکلیفیں خود اپنے اوپر لیتا ہے اور مہمان کی خدمت میں ہمیشہ ہمہ وقت مستعد رہتا ہے۔ ان روایتوں کو آپ زندہ رکھیں کیونکہ یہ وہ روایتیں ہیں جن کا ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پرانے انبیاء کی باتیں محض عام نصیحتوں کے لئے نہیں بلکہ بعض محبت کے جذبوں کی وجہ سے بھی محفوظ فرماتا ہے۔ اور جن انبیاء سے زیادہ پیار ہے ان کے ذکر میں بسا اوقات محبت کے تذکرے زیادہ چلتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ بات لمبی ہو رہی ہے ضرورت کیا تھی اتنی لمبی بات کی لیکن جب محبت ہو تو پھر باتیں لمبی کی جاتی ہیں۔ حضرت موسیٰ کے ساتھ دیکھیں بات ختم ہوئی ایک دفعہ کہہ دی لیکن اللہ تعالیٰ اس کو کرتا چلا جا! ہے کہ اس نے یوں کیا، پھر اس نے یوں کیا، پھر اس طرح ڈرا، پھر ہم نے اس طرح بلایا۔ وہ پیار کے قصے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق بھی اکثر پیار کے طول ہیں جو کھینچے گئے ہیں اور اس آیت میں بھی یہی مضمون ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھ کے سنایا۔ خدا کے پیار کی نظر اس پہ پڑی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر صرف انبیاء پہ نہیں پڑتی عامتہ الناس کے سلوک پر بھی پڑتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے اس کے متعلق بہت سے واقعات میں بعض دفعہ مثالیں دے کر مہمان نوازی کا ذکر فرمایا ہے، بعض دفعہ نصیحتیں کر کے، بعض دفعہ نصیحت پر عمل جس طرح ہوا اس پر خدا تعالیٰ نے جو آپ کو خبریں دیں ان کا ذکر فرما کر مہمان نوازی کی عزت افزائی فرمائی۔

ساری دنیا میں جماعت میں مہمان نوازی کا ایک ایسا جذبہ ہے جسکی کوئی مثال دنیا میں کوئی جماعت پیش نہیں کرسکتی

یہ واقعہ آپ کو کئی دفعہ سنایا جا چکا ہے مگر بعض واقعات ہیں جن کی لذت کم ہو ہی نہیں سکتی۔ جتنی دفعہ چاہیں سنیں وہ زندہ واقعات ہیں۔ اور جس طرح ایک انسان زندہ ہو اور محبوب ہو آپ یہ تو نہیں کہتے کہ تم کل بھی آئے تھے، پرسوں بھی آئے تھے اب پھر کیا کرنے آ گئے ہو، وہ جب بھی آتا ہے اچھا لگتا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی زبان سے مہمان نوازی کے پیارے واقعات کبھی پرانے ہو ہی نہیں سکتے، کم سے کم میرے دل پہ تو کبھی بھی انہوں نے یہ اثر نہیں ڈالا کہ ہم نے کئی دفعہ سنا ہے اب کیا ضرورت ہے۔ پس میں جب تکرار کیا کرتا ہوں تو مجبوراً کرتا ہوں مجھے پتہ ہے کہ جس طرح مجھے لطف آ رہا ہے سب کو آئے گا اس لئے ایسی تکرار اچھی لگتی ہے۔ یہ واقعہ بھی ویسا ہے جو چاہیں لاکھ بار آپ سنائیں اور سنیں اس کی لذت ختم نہیں ہو سکتی۔

بخاری کی حدیث ہے کتاب المناقب سے باب " و یؤثرون علیٰ انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ " وہ اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں " و لو کان بھم خصاصۃ " خواہ ان کو خود بھوک کی تنگی مشکلات میں مبتلا کئے ہوئے ہو۔ خصاصہ ایسی حالت کو کہتے ہیں جب خرچ کرنے کے لئے کچھ نہ ہو، کچھ دینے کے لئے نہ ہو۔ ایسی حالت میں جب کہ خود وہ تنگی محسوس کر رہے ہوں پھر وہ دوسروں پر اپنے آپ کو قربان کر دیتے ہیں۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر حضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپؐ نے گھر کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا گھر میں

کچھ نہیں۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے روزمرہ کی زندگی کے حالات کا بھی تصور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت دیتا تھا لیکن جس رفتار سے آتا تھا اسی رفتار سے آپ آگے چلا دیا کرتے تھے۔ اس لئے بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ گھر میں اور کچھ نہیں تھا مگر یہ مطلب نہیں تھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اپنے اہل و عیال کو بھی ان کی خواہش کے بغیر مشکل میں ڈالتے تھے۔ بعض لوگ یہ حدیثیں پیش کرکے یہ تصور باندھتے ہیں، یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اپنے اہل و عیال کو مشکل میں ڈالتے تھے۔ یہ درست نہیں ہے۔ آپؐ بے حد خیال فرماتے تھے مگر بعض واقعات بعض ایسے زمانوں کے بھی ہو سکتے ہیں جب کہ بہت زیادہ تنگی کا دور تھا اور بعض مہینوں بلکہ سال ایسے آئے ہیں جب کہ سارے مسلمان بھوک میں مبتلا رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کیونکہ سب سے زیادہ ایثار کرنے والے تھے اس دور میں یقیناً آپؐ نے اپنی تنگی کے ساتھ اپنے اہل و عیال کو بھی شامل فرمایا مگر ان کے جذبے اور شوق ساتھ ساتھ چلاتے ہوئے۔ یہ نہیں کہ ان پر مجبوراً کوئی چیز ٹھونسی گئی ہو۔ اس کی بہت سی مثالیں میرے سامنے ہیں مگر اس وقت اس تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔ یہ واقعہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ گھر کہلا بھجوایا مہمان کے لئے کچھ لاؤ۔ عرض کیا گیا پانی کے سوا کچھ نہیں۔ اس پر حضور نے صحابہ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا؟ ایک انصاری نے عرض کیا حضور میں انتظام کرتا ہوں۔ اب یہ جو واقعہ ہے میرے اس نتیجے کی تائید کر رہا ہے۔ ایک عام دور تھا تنگی کا اس زمانے کی بات ہو رہی ہے اور صحابہ میں سے ایک شخص نے کہا میں کرتا ہوں۔ اور لوگ سمجھے ہوں گے کہ اس کے پاس بہت زیادہ کھانا ہے اس لئے اس نے کہا ہے۔ لیکن کیسے کیا؟ اس کا حال سنئے۔ چنانچہ وہ گھر گیا اپنی بیوی سے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے مہمان کی خاطر مدارت کا انتظام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا آج گھر میں تو صرف بچوں کے لئے کھانا ہے۔ نہ میرے لئے نہ تمہارے لئے۔ انصاری نے کہا اچھا تو کھانا تیار کرو پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو تھپتھپا کر، بہلا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا چراغ جلایا۔ بچوں کو بھوکا سلا دیا پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور جیسے پلو لگ جاتا ہے اس طرح گویا حادثے کے طور پر چراغ بجھا دیا۔ پھر دونوں مہمان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے اور آوازیں مونہہ سے ایسے نکالتے رہے جیسے چٹخارے لے رہے ہوں حالانکہ وہ بچوں کا کھانا بھی معلوم ہوتا ہے اتنا نہیں تھا کہ بچوں کا بھی پیٹ بھر سکے کیونکہ بمشکل ایک مہمان کے کام آیا۔ اور مہمان یہ سمجھتا رہا کہ میزبان بھی میرے ساتھ کھانا کھا رہے ہوں گے۔ مونہہ سے چٹخاروں کی آوازیں سن رہا تھا۔ جب صبح وہ انصاری حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ہنس کے فرمایا تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ تعالیٰ بھی آسمان پر ہنس پڑا۔ ایک روایت یہ بھی میں نے سنی ہے کہ خدا بھی چٹخارے لینے لگا جب تم چٹخارے لے رہے تھے۔

یہ پاک باطن، ایثار پیشہ لوگ کس طرح اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے کیونکہ اللہ کا احسان دیکھیں کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ حالت کی قربانی کو بھی خدا نے نظرانداز نہیں فرمایا۔ جیسے قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے ذکر کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا اور اس طرح محفوظ کیا کہ جب بھی پڑھیں دل اس طرح پگھل جاتا ہے حضرت ابراہیمؑ کی محبت میں۔ اور اس واقعہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی زبان سے محفوظ فرما دیا اور الہاماً آپؐ کو خبر دی کہ اے محمدؐ، تیرے غلاموں میں یہ پیدا ہوئے ہیں، صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پس **"و یؤثرون علیٰ انفسھم و لو کان بھم خصاصۃ"** کے سردار تو خود محمدؐ رسول اللہ تھے۔

اور دوسری مثالیں جو میں پہلے بھی بارہا دے چکا ہوں دل تو چاہتا ہے کہ ہمیشہ دہرائی جائیں مگر وقت کی کمی کی وجہ سے میں نہیں پیش کر سکتا۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضورؐ نے اپنے پاک نمونے کے ذریعے مہمان نوازی کا ایسا لطیف جذبہ صحابہ میں سرایت کر دیا کہ وہ انبیاء کی شان کو چھونے لگا۔ آسمان سے خدا کی تحسین کی نگاہیں اس پر پڑنے لگیں اور وحی کے ذریعے محمدؐ رسول اللہ کو مطلع فرماتا ہے۔ یہ وہ مرتبہ ہے حضرت مسیح موعود پر بے شمار درود ہوں کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کی غلامی میں پہلے اپنی ذات میں زندہ کیا پھر ہم میں زندہ کر دیا۔ جتنا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسان پر آپ کے لئے دعائیں کی جائیں کم ہونگی۔ دیکھو چودہ سو سال پہلے کے واقعات مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں تیرہ صدیاں گزر چکی تھیں۔ کئی تاریک صدیاں ان کے درمیان حائل ہو چکی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان میں سے ایک ایک کو پکڑا اور آنحضورؐ، اپنے محبوب آقا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایک ایک روایت کو زندہ کیا ہے اور پھر اپنے صحابہ، اپنے غلاموں میں اس جذبے کو کس شان کے ساتھ جاری فرما دیا۔ سو سال سے زائد ہو گئے لیکن یہ جذبہ کم ہونے کی بجائے بڑھ رہا ہے۔ یہ نیکی کا حسن ہے، یہ زندگی کی علامت ہے۔

زندگی ہمیشہ بڑھا کرتی ہے اور وقت کے گزرنے سے کم نہیں ہو جایا کرتی۔ یعنی وہ لوگ جو زندہ ہوں مر بھی جائیں تو وہ نشو و نما کے ذریعے اپنے پیچھے اپنی مثالیں چھوڑ جایا کرتے ہیں۔ اس لئے زندگی کی صفت ہے کہ وہ بڑھتی ہے اور جب تک خدا تعالیٰ نے اس کے بڑھنے کے دائرے مقرر فرمائے ہیں وہ نشو و نما پاتی چلی جاتی ہے۔ اور پھر جب اس دائرے کو پہنچتی ہے تو اگلی نسل میں اس کی زندگی کی نشو و نما اسی طرح پھولنے پھلنے لگتی ہے، اسی طرح رونما ہونے لگتی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک زندگی آج دیکھو کروڑ زندگیوں میں بدل چکی ہے۔ آپ کی مہمان نوازی کا ہر لطیف جذبہ احمدیوں کے دلوں میں کیسی لطافتیں اور رس گھول رہا ہے۔ اور جو مہمان نوازی کی لذت سے آشنا ہو جائیں ان کو پھر اس سے کبھی الگ نہیں کیا جا سکتا۔ پس اس جذبے سے آپ بھی مہمان نوازی کریں۔ آنے والوں کی عزت اور وقار کا خیال رکھیں اور ان کے لئے ہر قربانی پیش کریں۔

وہ احسانات جو خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں بکثرت احمدی ہونے کے ذریعہ نازل ہو رہے ہیں ان کا حق ادا کرنے کے لئے لازم ہے کہ اپنی تربیت بھی کریں اور دوسروں کی تربیت کے لئے اپنا پہلے سے زیادہ وقت دیں۔

لیکن مہمانوں کے لئے بھی ایک نصیحت ہے۔ بسااوقات مہمان ضرورت سے زیادہ اور سنت کی اجازت سے زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے جہاں میزبانوں کو نصیحتیں فرمائی ہیں وہاں مہمانوں کے لئے بھی تو نصیحتیں فرمائی ہیں۔ مثلاً تین دن سے زیادہ اپنا مہمانی کا حق نہ سمجھو۔ اس سے زیادہ اگر ہے تو وہ آپس کے تعلقات کے سلسلے ہیں۔ مگر تین دن کی حد مقرر کر دینا یہ ایک بہت بڑا احسان ہے امت پر۔ ورنہ وہ لوگ جن کی سرشت میں یہ داخل کر دیا گیا ہو کہ تم نے ایثار کرنا ہے ان کا تو کچھ بھی باقی نہ رہے۔ دن رات ایسے لوگ جو بے حسی کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں وہ دوسروں کے گھروں پہ قبضے کر جائیں اور ان کے لئے نہ کوئی اپنا وقت چھوڑیں نہ اپنا ساز و سامان لینے دیں۔ اس عرب کے مہمان والا قصہ ہو جائے جو ایک بدو کے گھر ٹھہرا تو چند دن کے اندر اندر اس کا سب کچھ چٹ کر گیا۔ نہ بھیڑیں رہیں نہ بکریاں۔ اور اونٹ بھی ذبح ہونے لگے۔ آخر ایک دن اس نے پوچھا کہ یا حضرت سر آنکھوں پر لیکن کیا ارادہ ہے۔ مطلب تھا کہ اس کو اگر یہ سفر پر جا رہا ہے تو سفر یاد کراؤں۔ لیکن عربوں میں مہمان نوازی دیکھیں کتنی غیر معمولی تھی۔ اس مہمان نوازی کو محمدؐ رسول اللہ نے چمکایا ہے اور کیسے بلند تر ارفع مقامات تک پہنچا دیا۔ چنانچہ مہمان نے جواب دیا کہ مشکل یہ ہے کہ میرا معدہ خراب ہے، بھوک نہیں رہی اور سنا تھا کہ کوئی بہت بڑا حکیم ہے جو بھوک پیدا کرنے کا ماہر ہے اور میں اس کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔ تب اس مہمان نواز نے کہا

یَا ضَیْفَنَا اِنْ زُرْتَنَا لَوَجَدْتَنَا
نَحْنُ الضُّیُوْفُ وَ اَنْتَ رَبُّ الْمَنْزِلِ

کہ اے میرے معزز مہمان اب کہ اگر لوٹے تو میں تمہارا مہمان اور تم گھر کے مالک ہو جاؤ گے۔ تو یہ بھی مہمان نوازی کی قسمیں ہیں۔ مگر میزبانوں کے علاوہ مہمانوں کی قسمیں بھی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے دیکھیں کس طرح اس کو محدود فرما دیا۔

اب سنت کے حوالے سے مہمان مجبور ہو گیا ہے کہ تین دن تک حق سمجھے اور اس کے بعد کہے کہ مجھے اجازت دیں۔ اور پھر اگر وہ آثار میں بھی دیکھے کہ اجازت نہ دیتے ہوئے بھی کوئی میزبان تکلیف میں ہے تو اس کا اخلاقی فرض ہے کہ لفظوں کے بہانے نہ ڈھونڈے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہمان سے نہیں پوچھا تھا کہ کھانا کھاؤ گے کہ نہیں اس میں ایک نفسیاتی نکتہ ہے۔ اگر مہمان سے پوچھا جائے کہ کھانا کھاؤ گے کہ نہیں تو بسااوقات وہ کہتا ہے نہیں ضرورت نہیں ہے۔ جن لوگوں میں جھوٹ کی عادت ہے وہ بعض دفعہ جھوٹ بول لیتے ہیں کہ جی کھا کے آئے ہیں۔ جہاں سچ پر زور دیا جاتا ہے وہ کوئی اور بہانہ چالاکی سے بات کو ٹالتے ہیں۔ اور ہمارے تجربے میں خدا کے فضل سے یہ بات بہت زیادہ دیکھی جاتی ہے یعنی ایک مہمان جو جھوٹ بول نہیں سکتا بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا وہ ادھر ادھر کے بہانے بنائے گا اور سیدھا بات کا جواب نہیں دیتا۔

میزبان کا بھی یہی حال ہے۔ یہ یکطرفہ قصہ نہیں ہے۔ جب آپ میزبان سے اجازت مانگیں گے تو وہ یہی کہے گا کہ نہیں نہیں ٹھہریں بڑے شوق سے، آپ کا اپنا گھر ہے۔ اور اگر اسی طرح رہے تو اس کا گھر کہاں رہے گا، بے چارے کا وہ تو آپ کا گھر بن جائے گا۔ اس لئے

نحن الضیوف و انت رب المنزل

والا مضمون بھی یاد رکھیں۔ جب آپ تین دن دیکھیں پورے ہو گئے اور جلسے کی خصوصی ضرورت کے دوران ہم نے چودہ دن تک بھی اس بات کو ممتد کر دیا ہے یعنی جماعتی مہمان نوازی۔ اس کے بعد آپ کو پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ اور ٹھہروں کہ نہ ٹھہروں۔ آپ اجازت چاہیں اور اصرار کریں کہ اب مجھے جانا چاہیے یا میں اپنا انتظام کروں گا۔ اگر میزبان بضد ہو اور آپ کو دکھائی دے کہ وہ مصر ہے کہ آپ اپنے قیام کو لمبا کریں تو اس کو تکلیف نہیں ہوگی تو پھر شوق سے آپس کے سلسلے ہیں، اس میں کوئی حکم نہیں ہے کہ لازماً تین دن کے بعد جدائی اختیار کی جائے یا چودہ دن کے بعد جدائی اختیار کی جائے مگر اب نیتوں کا حال ہے اپنی نیتوں کو ٹٹولا کریں اور نیتوں کو صاف رکھیں گے تو پھر کبھی کوئی خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ اگر نیتوں میں بھی ٹیڑھا پن آ گیا تو پھر آپ کے نکالے ہوئے سب نتیجے غلط ثابت ہوں گے

دوسری باتیں جو اور کرنے والی تھیں وقت تو تھوڑا ہے اور جو بھی احادیث کے یا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے میں نے اکٹھے کئے تھے وہ آئندہ ایسے موقعوں پہ کام آتے رہیں گے۔ اب میں

ایک اور بات کی نصیحت آپ کو کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس جلسے میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ پہلے سے بھی بڑھ کر غیر معمولی فضلوں کو نازل ہوتا دیکھیں گے۔ اور ان فضلوں کے دیدار کی جو خدا نے توفیق عطا فرمائی ہے اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ یہ دن ذکر الٰہی میں گزاریں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں پر اس کے احسانات کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنے وقت کو کاٹیں اور اس جنت سے لطف اندوز ہوں۔ جو شکر کی جنت ہے ویسی کوئی جنت نہیں۔ شکر ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ شکر گزار بندہ جو ہے وہ واقعتاً اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے تلے اس دنیا میں ہی جنت پا جاتا ہے۔ اور اس کے عظیم فوائد ہیں جو اپنی ذات میں الگ خطاب کو چاہتے ہیں۔ مگر اتنا میں آپ کو کہوں گا کہ خدا کے فضلوں کا شکر کیسے ممکن ہوگا جو بارش کی طرح برس رہے ہوں، ان گنت ہوں، ناممکن ہے کہ آپ ان کا احاطہ کر سکیں۔

تو جہاں تک ہمارا فرض ہے ہمیں چاہئے کہ جس حد تک ممکن ہے خدا کے فضلوں پر نظر کریں اور خدا کے احسان کا بدلہ تو انسان اتار ہی نہیں سکتا۔ ناممکن ہے۔ ایک ذریعے سے وہ احسان کا بدلہ اتارنے کا احساس اور شعور بیدار کر سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "مما رزقنهم ينفقون" جتنا خدا عطا فرماتا ہے اتنا ہی وہ آگے بنی نوع انسان پر اور نیک کاموں پر خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔ تو احسان کا جو سلسلہ ہے وہ جو آسمان سے اترتا ہے وہ نیچے ہی کی طرف بہتا ہے۔ مگر جب خدا کے نام پر خرچ کیا جائے تو یہ ایک احسان کے شعور کو زندہ رکھنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ایک کوشش تو ہے۔ انسان یہ تو کہہ سکتا ہے کہ اے خدا تیرے احسانات کا بدلہ تو ممکن ہی نہیں، تجھے ضرورت کوئی نہیں ہے مگر تیرے بندوں کو تو ضرورت ہے۔ تیرا دین آج جس حالت میں ہے اس دین کو تو ضرورت ہے تو میں تیرے احسان کا حقیقی شکر ادا کرتے ہوئے ان باتوں پر میں خرچ کرتا ہوں، اپنا وقت بھی زیادہ خرچ کریں۔

یہ اجنبی لوگ جو آ رہے ہیں ان کو زیادہ دیر اجنبی نہ رہنے دیں۔ تیزی سے اپنے اندر ملائیں تاکہ پھر یہ مہمان نواز بن جائیں اور زیادہ دیر تک یہ مہمان نہ رہیں۔

اور وہ احسانات جو خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں بکثرت احمدی ہونے کے ذریعے نازل ہو رہے ہیں ان کا حق ادا کرنے کے لئے لازم ہے کہ اپنی تربیت بھی کریں اور دوسروں کی تربیت کے لئے اپنا پہلے سے زیادہ وقت دیں۔ ان کو کسی نہ کسی نے تو سنبھالنا ہے۔ جو ہزاروں آیا کرتے تھے اب لاکھوں ہیں اور لاکھوں سے بھی اب ملین سے بھی اوپر نکل چکے ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ ان کو کیسے سنبھالنا ہے۔ ان کو سنبھالنے کے لئے آپ کو اپنے گھروں کی صفائی کرنی ہے، اپنے باطن کی صفائی کرنی ہے، دلوں کی صفائی کرنی ہے اور ہر جگہ ان کو کھلے خوش آمدید کہتے ہوئے ہاتھ دکھائی دیں۔ پھر اگر مہمان نواز تھوڑے بھی رہ جائیں تو مہمان جانتا ہے کہ مجبوری کے قصے ہیں لیکن ہر طرف سے اسے لبیک لبیک کی آوازیں آنی چاہئیں۔

اس دفعہ جب امریکہ اور کینیڈا کے نومبائعین سے میری ملاقاتیں ہوئی ہیں وہ جو واقعتاً، حقیقتاً احمدی ہوئے تھے، بعض تھوڑی دیر میں کچے توڑے گئے تھے ان کی شکل بتا دیتی تھی کہ ان کی کیا کیفیت ہے مگر اس کے باوجود یہ کہنا پڑتا ہے کہ پہلے کسی دورے میں مجھے اتنے مخلص اور واقعتاً صمیم قلب کے ساتھ ہوئے ہوئے احمدی دکھائی نہیں دیئے تھے۔ یہ جو عام دور چل پڑا ہے تبلیغ عام یعنی دعوت الی اللہ، دعوت الی اللہ کے چرچے چل رہے ہیں یہ امریکہ جیسے مادہ پرست ملک میں بھی ایک ہنگامہ برپا کرنے لگے ہیں اور اتنا اثر ہے اس کا لوگوں پر کہ جو بھی ملنے والے آتے رہے ہیں انہوں نے اس بات کا ذکر اگر سب نے نہیں کیا تو اکثر نے کیا کہ ہم تو جب سے آئے ہیں لگتا ہے کہ ہم سب سے زیادہ معزز مہمان ہیں۔ ہر احمدی ہم سے محبت کرتا ہے اور حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ کیسے آگئی۔ پتہ چلتا ہے نومبائع ہیں تو بےاختیار ان کے دل اچھلتے ہیں سینوں سے اور ہمارے دلوں کو لینے کے لئے آگے بڑھتے ہیں استقبال کے لئے۔

یہ وہ مضمون ہے جو تربیت کے تعلق میں ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیئے۔ اب آنکھیں بند کرکے اور مونہہ میں گھنگنیاں ڈال کر بیٹھنے کے وقت نہیں رہے۔ اب تو آپ کو کھل کر لبیک کہنا پڑے گا اور آگے بڑھ کر جس اجنبی کو دیکھیں "قوم منكرون" کا خیال کریں۔ ابراہیم علیہ السلام نے بھی تو اجنبی دیکھا تھا اور دیکھیں کیسا ان کی مہمان نوازی کا انتظام فرمایا۔ یہ اجنبی لوگ جو آ رہے ہیں ان کو زیادہ دیر اجنبی نہ رہنے دیں تیزی سے اپنے اندر ملائیں تاکہ پھر یہ مہمان نواز بن جائیں اور زیادہ دیر تک یہ مہمان نہ رہیں جلد جلد مہمان نوازوں میں تبدیل ہونے لگیں۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو بڑھتے ہوئے تقاضوں کو ہم پورا نہیں کر سکیں گے۔

عظیم انقلاب برپا ہو رہا ہے جس کا آج سے دس سال پہلے مثلاً کوئی آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا خود میرے ذہن میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے بڑی چھلانگ لگائی تھی تو میں نے سوچا تھا کہ ایک سال میں ایک لاکھ احمدی ہو جائے تو کتنا مزہ آئے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ بعض دفعہ بےاختیار بےسوچی سمجھی سکیم کے الفاظ مونہہ پہ ایسے جاری کر دیتا تھا کہ میں خود بھی حیران تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ لیکن یقین کے ساتھ خدا کی قسمیں کھا کھا کر میں جماعت کو بتا رہا تھا کہ میں بکثرت فوج در فوج لوگوں کو احمدیت میں داخل ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ اس کثرت سے آئیں گے ہر طرف سے کہ آپ کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہے۔ ایسے ہی ایک خطاب کے موقع پر ایک ہندو پنڈت جو باہر سے آیا ہوا تھا اس نے ایک احمدی سے کہا کہ آج تو مجھے لگتا ہے میں نے کرشن دیکھ لیا ہے کیونکہ جس یقین کے ساتھ اس نے خدا کی باتیں کی ہیں وہ سچے انسان کے سوا کوئی کر نہیں سکتا۔

اور لوگ کہتے تھے یہ کیسے ہوگا۔ مانتے تو تھے، دل بھی چاہتا تھا مان جائیں مگر آثار نہیں تھے۔ اب دیکھو کیسا خدا نے موسم بدل دیا ہے، کایا پلٹ گئی ہے۔ وہ جماعتیں جن کے متعلق سالہا سال کی کوششیں بےکار گئیں ان میں زندگی کے آثار پیدا نہ ہوسکے اب وہ جب خبریں بھیجتے ہیں تو میں حیران رہ جاتا ہوں کہ میں نے تو ان سے اتنی توقع نہیں رکھی تھی یہ اس سے آگے نکل گئے ہیں۔ پھر میں ان کو کہتا ہوں اچھا غلطی ہوگئی اب آپ کا ہم ٹارگٹ بڑھا رہے ہیں اور اس پہ وہ ناراض نہیں ہوتے۔ وہ کہتے ہیں اچھا دعا کریں ہم یہ ٹارگٹ بھی پورا کریں، اس سے بھی آگے نکلیں اور اللہ کے فضل سے یہ بھی ہو جاتا ہے۔ تو دن ایسے آرہے ہیں یعنی پھل پک رہے ہیں اور خدا پکا رہا ہے۔ موسم لے آیا ہے۔ ہماری کوششوں کا کوئی دخل نہیں ہے۔ ہمیں کوششوں کی توفیق بھی خدا نے بخشی ہے۔ اس بات کا جتنا میں قائل ہوں کوئی مجھ سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا کیونکہ میں تو جوانی کے آغاز سے ہی تبلیغ تبلیغ کی رٹ لگائے رکھتا تھا خدام الاحمدیہ میں بھی، وقف جدید میں بھی جہاں بھی میری پوسٹنگ ہوئی جہاں جاتا تھا تبلیغ کرو تبلیغ کرو۔ اٹھو اور دعوت دو۔ مجلسیں لگاتا تھا ہر جگہ سوال جواب کی گویا ایک جنون کی سی کیفیت اللہ تعالیٰ نے خود میرے دل میں ڈالی تھی۔ میری اس میں قطعاً کوئی خوبی نہیں تھی۔ میں سمجھتا ہوں اب میں سمجھتا ہوں کہ مجھے تیار کیا جا رہا تھا اور اب دیکھیں باوجود ان سب کوششوں کے کبھی بھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا ان معنوں میں کہ میں کوئی انقلاب ہوتا دیکھوں، واقعتاً لوگ تبلیغ شروع کر دیں۔ یہی مسجد لنڈن ہے یہاں کے امام صاحب کو میں چٹھیاں لکھتا تھا تو جواب آتا تھا کہ یہاں حالات اور ہیں آپ نہیں سمجھتے۔ جرمنی والوں کو کہتا تھا تو کہتے تھے یہاں تو نہیں کوئی سنتا۔ یہ دنیا ہی اور ہے آپ کس دنیا میں بسے ہوئے ہیں۔ امریکہ والے ہوں یا غیر دوسرے ملکوں کے ہوں۔ اب وہاں حالات ایسے پلٹ گئے ہیں کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس یقین سے دن بدن میرا دل بھر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہنے کی بھی توفیق بخشی ہے اور جب اثر ڈالنا تھا تو آسمان سے اثر اترا ہے۔ ورنہ میری زبان تو وہی تھی کوئی مزید اضافے تو مجھے مضمون نگاری کے معلوم نہیں ہوسکے اسی طرح کہتا رہا مگر جب خدا نے فضل اتارا اور جب پھل پکنے کے وقت آئے ہیں تو اب سنبھالنے کی فکر ہو گئی ہے۔ اس لئے سنبھالنے کے تعلق میں میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ بھی ایک مہمان نوازی ہے اس کا بھی حق ادا کریں اور اس کے لئے آپ کو تیاری کرنی ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے صحابہ نے اپنے نفوس کو جھاڑ دے دے کے صاف کیا ہے۔ تو آپ بھی نفسوں میں جھاڑو دیں۔ اپنی ان کمزوریوں کو دور کریں جو آنے والوں کے اوپر بعض دفعہ بداثرات چھوڑ جاتی ہیں، ان کے جذبوں کو بجھا دیا کرتی ہیں۔

پس اس موقع پر ہم سبھی مہمان نواز ہیں جو مہمان ہیں وہ بھی مہمان نواز ہیں اور جو میزبان ہیں وہ بھی مہمان نواز ہیں۔ کیونکہ بہت سے اجنبی ایسے بھی آئیں گے جن کا جماعت سے تعلق نہیں ہے اور ان کے لئے پہچاننا بھی ضروری نہیں، پوچھنا بھی ضروری نہیں۔ وہ سب آپ کے معزز مہمان ہیں۔ "قوم منكرون" بھی ہیں اور "ضيوف مكرمين" بھی ہیں۔ ایسے ضیوف ہیں جو مکرم ہیں یعنی ان کی عزت کی جاتی ہے۔ پس ہر ایک پر عزت کی نگاہ ڈالیں، ہر ایک سے محبت سے پیش آئیں۔ اور اس بڑھتے ہوئے تعلق کے نتیجے میں ایک اور تقاضا ہے جو طبعاً خود بخود پورا ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا کے فضلوں کے نتیجے میں حسد بھی بہت بڑھ رہا ہے۔ اتنا بڑھ رہا ہے کہ لگتا ہے لوگ اپنے غیظ و غضب کی آگ میں جل کے مر جائیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اس مضمون کو یوں فرمایا گیا ہے "موتوا بغيظكم" یہی سلسلہ ہے تو مر جاؤ اپنے غیظ میں۔ لیکن یہ خدا کی طرف سے ہے ارشاد یعنی مومن کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ تم نہیں مرو گے ان کے غیظ سے یہ مریں گے۔

لیکن احتیاطی تدابیر کے متعلق دعائیں سکھا دیں "و من شر حاسد اذا حسد"۔ تو اسے از خود جاری ہونے والی ایسی تقدیر نہ سمجھیں جس میں آپکو زبان ہلانے کی ضرورت نہیں ہے یا دعاؤں کے ذریعے مدد مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ دیکھیں کیسا عجیب مضمون ہے "شر حاسد اذا حسد" اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بعض طبیعتیں حاسد ہوا کرتی ہیں اور ہر حاسد طبیعت ہر وقت حسد نہیں کر رہی ہوتی۔ بعض مواقع ایسے آتے ہیں کہ جب حاسد حسد کے لئے بھڑک اٹھتا ہے اور غیر حاسد حسد نہیں کیا کرتا۔ تو انسانوں کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ ہیں جو حاسد ہیں اور ایک ہیں جو دوسروں کی خوشیوں سے خوش ہوتے ہیں یہی مومن ہیں۔ یہی وہ سچے خدا کے بندے ہیں جن کے لئے آسمان سے حقیقت میں دائمی برکتیں اتاری جائیں گی، مگر حاسد بھی ہیں۔ تو جیسا کہ میں نے بیان کیا پہلے اپنے نفس کو صاف کرنا چاہیئے اس ضمن میں جہاں آپ لوگوں سے ملیں گے وہاں نظر بھی رکھیں کہیں کوئی حسد جماعت کو نقصان پہنچانے والا تو نہیں۔ ایک نگرانی کی آنکھ کے ساتھ بھی دیکھیں مگر ادب اور احترام کے ساتھ۔ شک کی نظر اور ہے اور احتیاط کی نظر اور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر احتیاط کی نظر کوئی نہیں رکھتا تھا اور آپؐ سے بڑھ کر شک کے خلاف کسی نے تعلیم نہیں دی۔ ایک عجیب حسین توازن ہے ان دو باتوں کے درمیان۔ تو آپ نے ناحق بدظنیاں تو نہیں کرنی مگر احتیاط کے وہ سارے تقاضے پورے کرنے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سکھائے اور قرآن کریم کی اس آیت نے ان کی طرف متوجہ کرکے ہمیں ہمیشہ دعا کرتے رہنے کی طرف ہدایت فرمائی۔ "من شر حاسد اذا حسد"۔ اور گھر صاف کرنے کا جہاں تک مضمون ہے، اپنے دل کو ٹٹولیں کہ آپ کہیں حاسد تو نہیں۔ ہم میں بھی حاسد مزاج کے لوگ ہیں۔ وہ جب بھی نظام پہ تنقید کرتے ہیں بھلائی کی خاطر نہیں؛ حسد کی وجہ سے کرتے ہیں۔

کوئی اور آگے بڑھ گیا تو ان کو آگ لگ جاتی ہے اور سمجھتے یہ ہیں کہ ہم نیک نصیحتیں کر رہے ہیں اور لکھتے ہیں کہ دیکھیں برا نہ منانا ہم تو سچی بات کریں گے لیکن اللہ بہتر جانتا ہے اور وہ بھی اگر چاہیں تو پہچان سکتے ہیں اپنی ذات میں ڈوب کر اگر اس کی جڑ تلاش کریں کہ کہاں تھی تو "من شر حاسد اذا حسد" کا مضمون ان کو دکھائی دے گا وہ فطرتاً حاسد ہیں۔

اور ایسا حسد عورتوں میں بد قسمتی سے زیادہ ملتا ہے۔ اب ایم ٹی اے کے تعلق میں مجھے پتہ چلتا ہے بعض دفعہ کسی کی بچیاں زیادہ آگئیں تو اس پر بھی حسد شروع ہو گئے اور یہ نصیحتیں ہوتی ہیں کہ بعض لوگوں کو بار بار زیادہ نہیں دکھانا چاہئے اور اس سے لوگ بور ہوں گے۔ اب لوگوں کے نام لئے اور اپنے دل کی تکلیف کا اظہار کر دیا اور پردے کی بات کی تو اس وجہ سے نہیں کہ پردے کی محبت ہے۔ اس لئے کہ اگر کسی اور کی بچی سے بے احتیاطی ہو جائے تو یہ اب موقع ہے اس کو زخم پہنچانے کا۔ آپ نے اس کو موقع دے دیا دیکھیں ذرا ٹیلی ویژن پہ آئی تھی تو پردے کی احتیاط ہی کوئی نہیں تھی سب دنیا دیکھ رہی تھی۔ اب یہ باتیں اگر دل کے درد کے ساتھ مخفی طور پر مجھے پہنچائی جائیں تو میں اسے یہ نہیں کہوں گا کہ "حاسد اذا حسد"۔ لیکن اگر عورتوں میں بیٹھ کے عورتیں باتیں کریں تو اس کے سوا اس کا کوئی نام نہیں رکھا جا سکتا کہ "ومن شر حاسد اذا حسد"۔ تو جو خدمت کرنے والے ہیں وہاں بھی وہ حاسدین کی نگاہ میں آ سکتے ہیں۔ بعض لوگ خدمت کے ایسے مقام پہ ہوتے ہیں زیادہ قرب ان کو ملتا ہے، زیادہ آگے آتے ہیں تو بعض دوسرے ان کے متعلق تکلیف محسوس کرتے ہیں اور حاسد کی آنکھ کئی طرح سے نقصان پہنچا دیا کرتی ہے۔ پس اللہ کی پناہ میں آنا ضروری ہے۔ جماعت کے حاسدوں سے بھی بچنے کی کوشش کریں اور محبت کے نتیجے میں جب آپ قرب کو حاصل کریں گے تو احتیاط کی نظر کو نہ بھولیں۔ محبت کی نظر بعض دفعہ غافل بھی کر دیا کرتی ہے مگر مومن غافل نہیں ہوا کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے زیادہ مومنوں سے اور کون محبت کیا کرتا تھا "بالمؤمنین رء وف رحیم" لیکن باریک سے باریک ان کی فطرت کے وہ خطرات جو ان کے اپنے نفس کے خلاف تھے ان سے آپ آگاہ فرماتے تھے۔ وہ جانتے بھی نہیں تھے لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ بات یوں نہیں کرنی چاہئے تھی۔ یوں کرنی چاہئے تھی۔

پس یہ جلسہ بھی پہلے جلسوں کی طرح ہمارے لئے ایک عمومی عالمی تربیت کے پیغام بھی لایا ہے، مواقع بھی لایا ہے۔ دعائیں کرتے رہیں اللہ تعالیٰ ہمیں سب تقاضے پورے کرنے کی توفیق بخشے۔ سب مہمان ہم سے خوش جائیں ہم مہمانوں سے خوش رہیں۔ اور اب یہ جلسہ آیا تو گیا۔ اب اس کے جانے کا خوف دل کو لاحق ہو گیا ہے۔ میرا بھانجا ہی اس کو کہتے تھے اس کی بات مجھے ہمیشہ یاد آتی ہے بہت پیاری لگتی تھی۔ یہاں انگلستان ہی میں جب وہ بالکل چھوٹا تھا اس کی والدہ میری ہمشیرہ ہیں میر داؤد احمد صاحب مرحوم کی بیگم تو وہ ایک خاص کیفیت تھی وہ مجھے بھی بلالیا کرتی تھیں کہ دیکھ لو اس کو اب یہ انڈا شروع ہوتے ہی رونے لگ جاتا تھا۔ کیا اچھا نہیں لگا؟ کیا بات ہے؟ کہ نہیں کھیم ہو جائے گا یعنی ختم بھی نہیں کہہ سکتا تھا کھیم ہو جائے گا۔ تو اب تو وہی آنسو ہیں جو میری آنکھوں سے بھی بہنے لگے ہیں۔ جلسہ آیا تو ہے مگر ختم ہو جائے گا۔ اللہ خیر و عافیت سے ختم کرے، فضلوں کی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور ان جلسوں میں ہمیشہ ہمیں پہلے سے بڑھ کر خدا کے فضلوں کی زیارت کی توفیق ملے اور اس کے احسانات کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

"عمومی تعلیم میں واقفین (نو) بچوں کی بنیاد وسیع کرنے کی خاطر جو ٹائپ سیکھ سکتے ہیں ان کو ٹائپ سکھانا چاہئے۔ اکاؤنٹس رکھنے کی تربیت دینی چاہئے"۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

ارشاد نبوی
الدِّینُ النَّصِیْحَۃُ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
— (منجانب) —
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ ۔ 700001
فون نمبرز۔
2430794·2481652·248522

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران ۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان ۔ فون۔ 649_04524

C.K.
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR , VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI
TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

طالب دعا :— محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS , LEATHER
LADIES AND GENTS BAG , JACKETS , WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081 ☎ 2457153

STAR CHAPPALS
☎ 543105
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 - PIN 208001

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPAR ES
AMBASSADOR &
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
Soniky
A TREAT FOR YOUR FEET
HAWAI
NTR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P)LTD
34 , A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر ۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے ۔ بڑھانے ۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک ۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں
ARROW GYM
تندرستی ہزار نعمت ہے
M . A SALEEM (BODY BUILDER)
H . NO. 18 - 2- 888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A . P) ☎ 040-219036 INDIA

بقیہ ہومیوپیتھی صفحہ ۸

سے بند معلوم ہوتا ہے، ناک کی نوک پر چھیلنے کا احساس، چھینکنے کی بے سود کوشش ہوتی ہے، چہرے پر سرخ نشان ظاہر ہو جاتے ہیں، جبڑے کی ہڈیوں میں درد اور کھنچاؤ محسوس ہوتا ہے۔ مونہہ خشک اور زبان لمبی محسوس ہوتی ہے گلے میں جلن اور آبلے نمودار ہو جاتے ہیں جن کی وجہ سے نگلنے میں دقت ہوتی ہے۔ سانس میں تنگی اور گھٹن کی وجہ سے مریض بول نہیں سکتا، سینہ میں بھی جکڑاؤ کا احساس ہوتا ہے۔
ایتھوزا عورتوں کی تکلیفوں کے لئے بھی بہت مفید دوا ہے، حیض کے دوران پانی کی طرح پتلا خون جاری ہوتا ہے، سینے کے غدود پھول جاتے ہیں اور شدید درد ہوتا ہے۔ ایسی عورتیں جن میں ایتھوزا کی کچھ علامات پائی جائیں رحم کی تکلیفیں اور انتڑیوں کی طبعی حرکت میں کمزوری ہو بغیر متلی کے کھانے الٹنے کا رجحان ہو تو ایسی مریضہ کے لئے ایتھوزا مفید دوا ہے۔

ایتھوزا کی علامات صبح تین چار بجے بڑھتی ہیں، ٹھنڈے پانی اور بستر کی گرمی سے بھی بیماریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے سوائے دماغی علامات کے کھلی ہوا میں اس کی تکلیفوں میں کمی آ جاتی ہے یہ دوا بچوں کے دانت نکلنے کے زمانے میں اسہال آنے کی بہترین دوا ہے۔ ایتھوزا میں ہاتھ پاؤں کے سونے اور تشنجی دردوں کی علامت بھی پائی جاتی ہے کہنی کے جوڑوں میں تشنج ہوتا ہے بازوں میں بھی سن ہونے کا احساس، انگوٹھے اور انگلیاں اندر کی طرف مڑ جاتی ہیں۔ مرگی میں بھی مفید دوا ہے۔ اعضاء سرد ہوتے ہیں اور جسم میں اینٹھن انگوٹھے ہتھیلیوں کے اندر کی طرف مڑ جاتے ہیں مونہہ سے جھاگ نکلتا ہے تشنج غنودگی۔ بچہ اپنا سر نہیں سنبھال سکتا۔ دودھ پیتے ہی قے کر دیں یہ ایتھوزا کی خاص علامت ہے۔

ایتھوزا کے بارے میں بعض ہومیوپیتھک معالجین کا کہنا ہے کہ وہ طلبہ جو کمرہ امتحان میں قوت فکر کھو دیں اور پرچہ حل نہ کر سکیں ان کے لئے بہت مفید دوا ہے۔ ۲۰۰ طاقت میں ایک خوراک صبح امتحان کے لئے جانے سے پہلے استعمال کی جائے تو غیر معمولی فائدہ پہنچاتی ہے۔

ہومیوپیتھی طریقِ علاج کے متعلق آسان اور مُفید معلُومات

ایم۔ ٹی۔ اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار

(قسط نمبر ۳)

اکٹیا ریسی موسا

ACTAEA RACEMOSA

(Black Snake - Root)

اس دوا کو "سی می سی فیوجا" (CIMICIFUGA) بھی کہتے ہیں۔ یہ عورتوں کی بیماریوں میں غیر معمولی اثر رکھنے والی دوا ہے خصوصاً حمل کے دوران پیدا ہونے والی بعض تکلیفوں میں مفید ثابت ہوتی ہے۔ ماہانہ ایام میں عموماً اگر کھل کر خون جاری ہو جائے تو عورتوں کی اکثر تکلیفیں خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہیں لیکن اکٹیا ریسی موسا میں جوں جوں خون کی مقدار میں اضافہ ہو درد اور تکلیف اسی نسبت سے بڑھتی چلی جاتی ہے اور بسا اوقات خون بند ہونے کے بعد بھی جاری رہتی ہے۔

اکٹیا جوڑوں کے درد میں بھی بہت مفید دوا ہے عضلات میں پھوڑے کی طرح درد کا احساس ہوتا ہے خصوصاً گردن اور کمر کے عضلات میں درد بجلی کے کوندوں کی طرح ہر طرف پھیل جاتا ہے آرام کرنے سے تکلیف میں کمی ہوتی ہے اور حرکت سے بڑھ جاتی ہے ٹھنڈک اور نمی سے آرام آتا ہے۔ اکٹیا ریسی موسا میں بھی ابراٹینم کی طرح انتقال مرض پایا جاتا ہے۔ عموماً جسمانی بیماریاں ذہنی بیماریوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ بچوں کی جسمانی بیماریاں کسی علاج سے بظاہر ختم ہو جائیں تو ذہنی علامات ظاہر ہو کر ہسٹیریائی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ کوئی بچی بہت نازک مزاج اور حساس ہو تو بالکل خاموش ہو جاتی ہے زور دے کر بلائیں تو رو دے گی سب دنیا سے بے نیاز اپنی ذات میں گم سم رہنے لگے گی۔ اس دوا کا غم سے بہت گہرا تعلق ہے۔ غم کے بداثرات جسمانی بیماریوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ نازک مزاج عورتوں کو صدمہ کی وجہ سے ماہانہ نظام میں بے قاعدگی، جوڑوں کا درد اور دوسرے جسمانی عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔ اگر ذہن پر صدمہ کا اثر ہو تو خوف اور وہم میں مبتلا ہو جاتی ہیں دوا بھی استعمال نہیں کریں کہ اس میں زہر وغیرہ نہ ملا دیا ہو اگر دیگر علامتوں کے ساتھ وہم بھی پایا جائے تو اکٹیا ریسی موسا کی ایک دو خوراکیں ہی سب وہموں کو دور کر دیتی ہیں اور مریضہ صحتیاب ہونے لگتی ہے۔

اکٹیا میں دو مختلف متقابل دواؤں کی علامتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ بعض پہلوؤں سے یہ برائیونیا اور بعض پہلوؤں سے رسٹاکس سے مشابہ ہے برائیونیا میں حرکت سے آرام آتا ہے جبکہ رسٹاکس میں آرام سے تکلیف بڑھتی ہے۔ اکٹیا میں جس پہلو پر دباؤ ہو اسی میں تکلیف کا احساس ہوگا یہاں تک کہ اگر کسی پہلو پر لیٹیں یا ہاتھ سے دباؤ ڈالیں تو پٹھے پھڑپھڑانے لگتے ہیں۔ سر درد عموماً آنکھ کے ڈیلوں اور سر کے پیچھے ہوتا ہے جسے دبانے سے آرام آتا ہے لیکن حرکت سے بڑھ جاتا ہے۔ چکر آتے ہیں سر میں بھاری پن نمایاں ہوتا ہے نظر دھندلا جاتی ہے۔ پڑھائی، فکر و پریشانی اور مثانے کی تکلیفوں سے سر درد شروع ہو جاتا ہے۔ اکٹیا ریسی موسا میں ابراٹینم کی طرح قبض اور اسہال آپس میں ادلتے بدلتے رہتے ہیں معدہ میں شدید درد ہوتا ہے جس میں آگے کی طرف جھکنے سے آرام آتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی اور اعضائے تناسل پر بوجھ کی وجہ سے متلی اور قے کا رجحان۔ نوجوان بچیوں کو پہلے حمل میں شدید متلی ہوتی ہے اور کسی دوائی سے بھی آرام نہیں آتا۔ اس تکلیف میں گہرے غور و فکر، مزاج شناسی اور علامات کی باریک بینی سے جائزہ لے کر دوا تجویز کرنی چاہئے اگر مریضہ میں اکٹیا ریسی موسا کی دیگر علامتیں موجود ہوں تو متلی کے لئے اسی سے فائدہ ہوگا۔

بعض کمزور اعصاب کی عورتوں کو وضع حمل کے وقت جب دردیں اٹھتی ہیں تو وہ جنین کو باہر دھکیلنے کی بجائے دائیں، بائیں پھیل جاتی ہیں کولہوں میں تشنجی علامات پیدا ہوتی ہیں جو وضع حمل کی تکلیفوں میں اکٹیا ریسی موسا کی خاص پہچان بن جاتی ہیں اگر بروقت صحیح دوا دی جائے تو دردیں نارمل ہو کر صحیح رخ میں اٹھتی ہیں اور بچے کی ولادت آسانی سے ہو جاتی ہے۔ کولوفائیلم بھی وضع حمل کے موقع پر استعمال ہونے والی اہم دوا ہے لیکن اس میں فرق یہ ہے کہ دردیں جنین کو نیچے دھکیلنے والے اعصاب میں جانے کے بجائے ران کے اندر سے نیچے اتر کر دائیں، بائیں پھیل جاتی ہیں اور رحم کا مونہہ نہیں کھلتا۔ بعض اوقات وضع حمل کو آسان کرنے کے لئے معالجین اور دائیاں وغیرہ عورتوں کو ارگٹ دے دیتی ہیں لیکن اس سے رحم کا مونہہ سختی سے بند ہو جاتا ہے اور شدید تکلیف ہوتی ہے کئی عورتوں کی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ لاڑکانہ انور آباد سندھ میں ایک دفعہ جلسہ کے دوران ایک شخص نے نہایت دردمندی سے دعا کی درخواست کی کہ اس کی بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہے رحم کا مونہہ نہیں کھل رہا اور سخت پیچیدگی پیدا ہوگئی ہے۔ میں نے اپنے سفری بیگ میں سے کولوفائیلم اسے دی کہ فوراً اپنی بیوی کو کھلادو۔ دس پندرہ منٹ کے بعد ہی اللہ کے فضل سے سب پیچیدگیاں دور ہو گئیں اور نارمل طریق سے صحت مند موٹا تازہ بچہ پیدا ہوا۔ اگر صحیح دوا دی جائے تو ہومیوپیتھی ایسے موقعوں پر غیر معمولی فائدہ پہنچاتی ہے اور اپریشن سے بچا لیتی ہے۔ ایسی عورتیں جن کا حمل شروع دنوں میں ہی رحم کے عضلات اور متعلقہ میں اعضاء میں کمزوری کی وجہ سے ضائع ہو جائے یا حمل بہت مشکل سے ٹھہرے تو کولوفائیلم بہت مفید دوا ہے۔ وضع حمل کے وقت اکٹیا ریسی موسا اور کولوفائیلم کے ساتھ جلسیمیم کو بھی یاد رکھنا چاہئے اگر وضع حمل کے وقت دردوں کا زور کمر میں ہو اور دردیں نیچے جا کر واپس کمر میں آتی ہوں تو جلسیمیم بہت مفید ہے کالی کارب میں دردیں پیڑو کی طرف جانے کے بجائے دونوں رانوں کی بیرونی سمت میں منتقل ہو جاتی ہیں پلسٹیلا میں اعصابی کمزوری اور خوف کی وجہ سے دردیں اور کمزور اور کم ہوتی ہیں دو چار دفعہ پلسٹیلا دینے سے دردیں صحیح سمت میں اٹھتی ہیں اور قابو میں رہتی ہیں۔ بچے کی ولادت بہت سہولت سے ہو جاتی ہے۔ انگلستان میں کئی ایسی عورتوں کو جن کے اپریشن کا فیصلہ ہو چکا تھا پلسٹیلا دینے سے عام معمول سے کم تکلیف میں نارمل بچہ پیدا ہوا۔ الحمدللہ۔

اکٹیا ریسی موسا میں حیض بے قاعدہ یا دیر سے آتے ہیں۔ رحم کے مقام میں اور کمر میں شدید درد ہوتا ہے، اعضاء بوجھل محسوس ہوتے ہیں۔ اکٹیا ریسی موسا کی مریضہ بہت سست غم میں ڈوبی ہوئی پریشان حال دکھائی دیتی ہے۔ دماغ پر گہرے بادل سے چھائے ہوئے محسوس ہوتے ہیں ڈراؤنے خواب آتے ہیں مسلسل بولتی ہے کسی خاص چیز پر توجہ مبذول نہیں کر سکتی خوفزدہ ہو جاتی ہے خصوصاً موت کا خوف بھی گھیر لیتا ہے جو ایکونائٹ کی یاد دلاتا ہے۔

اکٹیا ریسی موسا میں گلے میں خراش ہوتی ہے خشک کھانسی جو رات کے وقت اور بائیں کرنے سے بڑھ جاتی ہے۔ دل کی دھڑکن زیادہ اور نبض کمزور اور بے قاعدہ ہوتی ہے۔ انجائنا کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ بائیں بازو کا سن ہونا اکٹیا ریسی موسا کی خاص علامت ہے۔ کمر اور ریڑھ کی ہڈی میں بھی شدید درد ہوتا ہے گردن اور کمر کا اوپر والا حصہ اکڑ جاتے ہیں۔ بازوؤں اور ٹانگوں میں بے چینی اور بے آرامی کا احساس ہوتا ہے، خارش ہوتی ہے۔ جھٹکے بھی لگتے ہیں۔ نیند نہیں آتی، دماغ میں بے چینی ہوتی ہے، لہریں سی دوڑتی ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ دماغ اصل سے بڑا ہو گیا ہے کان شور سے زود حس ہو جاتے ہیں۔

ایکٹیا کی تکالیف صبح کے وقت اور سردی سے بڑھ جاتی ہیں سوائے سر درد کے گرمی سے اور کھانا کھانے سے آرام آتا ہے۔

ایسکولس ہیپوکاسٹینم

AESCULUS HIPPOCASTANUM

(Horse Chestnut)

ایسکولس کا سب سے نمایاں پہلو ذہنی انتشار ہے، تھکاوٹ اور کمزوری کی وجہ سے عموماً دماغ میں اضطراب پیدا ہوتا ہے لیکن نیند سے طبیعت پرسکون ہو جاتی ہے۔ مگر ایسکولس ایسی دوا ہے جس میں سونے سے ذہنی انتشار میں اضافہ ہو جاتا ہے جب مریض سو کر اٹھتا ہے تو اس کے دماغ میں الجھاؤ ہوتا ہے اور وہ سمجھ نہیں سکتا کہ کہاں ہے اس کے گرد و نواح میں کیا ہے اور کون لوگ ہیں۔ اگر کسی نئی جگہ میں سو کر اٹھیں تو ذہن الجھ جاتا ہے کہ کہاں ہیں یہ انتشار عارضی اور وقتی ہے جو سفر کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر مریض مستقل طور پر اس انتشار کا شکار ہو جائے، یادداشت میں کمی آ جائے، طبیعت میں غم و غصہ پایا جائے اور ہر کام سے نفرت ہونے لگے تو ایسکولس دوا ہے۔ لائیکوپوڈیم میں بھی ذہنی انتشار پایا جاتا ہے لیکن اس کی دیگر علامتیں اتنی نمایاں اور واضح ہیں کہ فرق کرنا مشکل نہیں۔

ایسکولس کے مریض کا ذہنی انتشار صبح کے وقت خاص طور پر زیادہ ہوتا ہے غالباً سر کی طرف خون کے دوران میں کوئی کمزوری واقع ہو جاتی ہے اور خون کی سپلائی میں کمی کی وجہ سے دماغ سست ہو جاتا ہے۔ بسااوقات رات بھر آرام کے نتیجہ میں صبح کے وقت خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے اس لئے ایسے مریضوں کو صبح بیدار ہونے کے بعد فوراً کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔

ایسکولس کی علامات رکھنے والے بچوں کی یادداشت کمزور ہوتی ہے، طبیعت میں غصہ پایا جاتا ہے نیند میں ڈر کر چونک اٹھتے ہیں بہت حساس اور زودرنج ہو جاتے ہیں اگر ایسے بچے پر ناراضگی کا اظہار کیا جائے تو وہ غم و غصہ سے مغلوب ہو کر بے ہوش ہو جاتا ہے اور کئی دفعہ یہ بے ہوشی مرگی میں بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ ان علامتوں کی وجہ سے ایسکولس کو صرف بچوں کی دوا نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ یہ ہر عمر میں کام آنے والی دوا ہے۔

آنکھوں کی سرخی ایسکولس کی نمایاں علامت ہے۔ آنکھ کے وہ ریشے جن میں خون گردش کرتا ہے کمزور ہو جاتے ہیں اور ذرا بھی دباؤ محسوس ہو تو آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ بعض ڈاکٹروں نے اس سرخی کو آنکھوں کی بواسیر قرار دیا ہے۔ آنکھوں میں بھاری پن محسوس ہوتا ہے پانی بہتا ہے، آنکھ کے پپوٹوں اور بائیں آنکھ کے نچلے عضلات میں پھڑکن پائی جاتی ہے، آنکھوں کی پتلیوں میں درد ہوتا ہے۔

ایسکولس کا مریض عموماً سردی محسوس کرتا ہے اور دردوں میں گرمی پہنچانے سے آرام آتا ہے۔ پلسٹیلا کی طرح دردیں سارے جسم میں دوڑی پھرتی ہیں لیکن ان دونوں دواؤں میں ایک تضاد پایا جاتا ہے کہ پلسٹیلا میں دردیں ہمیشہ گرمی سے بڑھتی ہیں اور سردی سے آرام آتا ہے۔ پلسٹیلا میں غم کا رجحان اور مزاج میں نرمی ہوتی ہے ایسکولس میں بھی غم کی طرف میلان ہے لیکن مزاج میں نرمی نہیں ہے۔

ایسکولس کے مریض کی کمر میں مستقلاً تھکی تھکی سی درد کا احساس رہتا ہے۔ ریڑھ کی ہڈی میں کمزوری ہو جاتی ہے۔ کمر اور ٹانگیں جواب دے جاتی ہیں۔ چلنے سے پاؤں لڑکھڑاتے ہیں، بیٹھ کر اٹھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ کندھوں کے درمیان درد، گردن کی پشت میں تھکاوٹ کا احساس، دائیں کندھے اور سینہ میں درد ہوتا ہے جس میں سانس اندر کھینچنے سے اضافہ ہو جاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں سوزش ہو جاتی ہے۔ دھونے سے ہاتھ سرخ ہو جاتے ہیں۔ جوڑوں میں اکڑن اور درد، جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے۔ بجلی کے جھٹکے کی طرح چیرنے والے درد کا احساس نمایاں ہے۔ درد کو ٹکور سے آرام ملتا ہے۔

ایسکولس میں ایک خاص قسم کی بواسیر ہے جس میں انگور کے خوشوں کی طرح دو چار اکٹھے ابھار ہوتے ہیں نیلگوں رنگ جن میں شدید جلن کا احساس کھڑے ہونے اور چلنے سے درد شدت اختیار کر جاتا ہے۔ مقعد میں جلن، خشکی اور اس امر کا احساس ہوتا ہے جیسے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں بھری ہوئی ہیں اجابت کے بعد سخت درد ہوتا ہے۔ اجابت سخت، خشک اور مشکل سے ہوتی ہے۔

ایسکولس میں گردوں کا درد بھی نمایاں ہے۔ خصوصاً بائیں گردے میں درد۔ بار بار پیشاب کی حاجت ہوتی ہے مگر مقدار میں کم سیاہی مائل جلتا ہوا پیشاب آتا ہے۔

عورتوں میں دوران حیض شدید کمر درد اور کمزوری کا احساس، رحم کا اندر کی طرف گرنا ایسکولس کی خاص علامت ہے۔ لیکوریا گہرے زرد رنگ کا، گاڑھا اور لیسدار ہوتا ہے۔

ایسکولس میں دل کی علامات بھی نمایاں ہیں دل کے مقام پر جلن اور درد۔ دل کے فعل میں اضافہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے رگوں میں ہر جگہ دھڑکن نمایاں ہوتی ہے۔ سینے میں گرمی محسوس ہوتی ہے۔

ایسکولس میں کھانا کھانے کے بعد مسلسل بے چینی، جلن اور الٹی آنے کا احساس رہتا ہے۔ نظام ہضم میں کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ معدے میں پتھر کا سا بوجھ، کھانا کھٹاس میں تبدیل ہو جاتا ہے اور کھٹی ڈکاریں آنے لگتی ہیں۔ مونہہ کا ذائقہ دھات کی طرح کسیلا، لیسدار، زبان پر سفید یا زرد موٹی تہہ، مونہہ میں تھوک کی زیادتی بھی ایسکولس کی نمایاں علامتیں ہیں۔ گلے میں گرمی، خشکی اور زخمی ہونے کا احساس ہوتا ہے، نگلتے ہوئے شدید درد جو کانوں کی طرف جاتا ہے۔ ایسکولس میں تکلیفیں سردی سے، چلنے پھرنے سے، کھانے کے بعد نیند سے جاگنے کے بعد بڑھتی ہیں۔ بواسیر کی تکلیف بھی عموماً سردی میں بڑھ جاتی ہے۔ تازہ کھلی ہوا میں اور لیٹنے اور آرام کرنے سے تکلیفیں کم ہو جاتی ہیں۔

ایسکولس ویری کوز وینز (Varicose Veins) وریدوں کے پھولنے کے لئے بہترین دوا ہے۔ عموماً عورتوں میں حمل کے دوران ٹانگوں پر جالا سا بن جاتا ہے، ہر طرف نیلے رنگ کی وریدیں پھیلنے لگتی ہیں جو بہت تکلیف دہ ہوتی ہیں ان میں ایسکولس بہت مفید دوا ثابت ہوئی ہے۔

ایتھوزا سائی نپیم

AETHUSA CY NAPIUM

(Fools Parsley)

ہومیوپیتھی میں ایتھوزا بہت اہم اور فوری ضرورت کی دوا ہے۔ ایلوپیتھک طریقہ علاج میں ایتھوزا کا نعم البدل میرے علم میں نہیں آیا۔ یہ بچوں کے سوکھے پن کی بہترین دوا ہے۔ بچے دودھ بالکل ہضم نہیں کر سکتے۔ دودھ پیتے ہی قے کر دیتے ہیں۔ قے کے بعد کمزوری کا شدید غلبہ ہوتا ہے فوراً بھوک لگ جاتی ہے لیکن دودھ پلانے پر اس کی حالت پھر وہی ہو جاتی ہے عموماً شدید قبض ہوتی ہے لیکن اگر اسہال شروع ہو جائیں تو وہ بہت معمولی مقدار میں ہوتے ہیں پہلے زردی مائل پھر سبز رنگ کے صفراوی مادے کا اخراج ہوتا ہے، پیٹ میں شدید مروڑ اٹھتے ہیں بعض اوقات اسہال میں پھٹے ہوئے دودھ کا اخراج بھی ہوتا ہے۔ ایسے بچوں پر عموماً غنودگی طاری رہتی ہے اور وہ کمزور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ سوکھے کا مریض بچہ میرے پاس لایا گیا اس کی شکل بیماری کی وجہ سے انتہائی خوفناک ہو چکی تھی۔ بڑا سا سر چہرہ پچکا ہوا اور جسم ہڈیوں کا پنجر بن چکا تھا۔ اس کے ماں باپ نے بتایا کہ کوئی دوا کام نہیں کر رہی ایک ماہ سے شدید قبض ہے۔ میں نے اسے ایتھوزا دی۔ اگلے روز قبض ختم ہو گئی اور طبیعت بہتری کی طرف مائل ہونے لگی، دودھ ہضم ہونے لگا اور ایک ہفتہ میں ہی بچے کی کایا پلٹ گئی اور وہ اللہ کے فضل سے مکمل طور پر صحتمند ہو گیا۔ الحمدللہ۔

ابراٹینم میں بھی سوکھا پن پایا جاتا ہے سب سے پہلے ٹانگیں سوکھتی ہیں پھر چھاتی اور گردن میں منتقل ہوتا ہے لیکن ایتھوزا میں سارا جسم اکٹھا سوکھتا ہے۔ ایتھوزا کی ایک اور اہم علامت یہ ہے کہ گرمی سے بچے کی بیماری سر کی طرف منتقل ہو جاتی ہے ایسا بچہ جس کے دماغ میں کوئی خلل واقع ہو اور پیٹ کی بیماریاں نمایاں ہوں تو ایتھوزا بہت مفید دوا ہے کیونکہ یہ پیٹ اور دماغ دونوں کی بیماریوں کو ٹھیک کرے گی مگر یہ دوا وقت لیتی ہے اور آہستہ آہستہ تکلیفیں دور ہوتی ہیں۔ کسی اور طریقہ علاج سے پیٹ کی بیماری دور کی جائے تو ایسا بچہ ذہنی توازن کھو دیتا ہے کیونکہ جسمانی بیماری خصوصاً معدہ کی تکلیف ان زہریلے مادوں کو باہر نکال دیتی ہے جن کا دماغ پر برا اثر پڑتا ہے جہاں دماغ اور پیٹ کی بیماریوں کا آپس میں تعلق دکھائی دے وہاں ایتھوزا کو نہ بھولیں ورنہ آپ بظاہر جسم کو ٹھیک کر رہے ہوں گے لیکن در حقیقت بچے کو زیادہ گہری بیماری میں دھکیل رہے ہوں گے۔ ایتھوزا کی علامتیں رکھنے والے بچے کو میں نے اپنے تجربہ میں کبھی کسی اور دوا سے شفا پاتے نہیں دیکھا اس لئے لازم ہے کہ علامات کو شناخت کر کے ایتھوزا ہی دی جائے۔ ایتھوزا میں بیماریاں بہت شدت سے حملہ کرتی ہیں ہر تکلیف میں شدت نمایاں ہے جن کے بعد ذہنی و جسمانی کمزوری اور نیند کا غلبہ ہوتا ہے، غشی طاری ہو جاتی ہے، مریض مختلف قسم کے توہمات کا شکار رہتا ہے، بلیاں، کتے اور چوہے نظر آنے لگتے ہیں، ذہنی یکسوئی نہیں رہتی، بہت غمگین اور بے چین رہتا ہے، سر اور دماغ شکنجہ میں کسا ہوا محسوس کرتا ہے، سر کے پچھلے حصہ میں درد جو گردن، کاندھوں اور کمر میں پھیل جاتا ہے۔ دبانے اور لیٹنے سے آرام محسوس ہوتا ہے نیز اجابت اور ہوا کے اخراج کے بعد سر کی علامات کو آرام ملتا ہے۔ بال کھچے ہوئے محسوس ہوتے ہیں، غنودگی کے ساتھ چکر آتے ہیں اور دھڑکن محسوس ہوتی ہے جب چکر ٹھیک ہو جائیں تو سر گرم ہونے لگتا ہے۔

ایتھوزا میں بھی روشنی سے زود حسی پائی جاتی ہے، پپوٹوں کے کنارے سوج جاتے ہیں۔ سوتے ہوئے آنکھ کی پتلیاں ادھر ادھر حرکت کرتی ہیں۔ آنکھیں نیچے کی طرف کھنچ جاتی ہیں اور چیزیں اپنے اصل حجم سے بڑی دکھائی دینے لگتی ہیں۔ کانوں میں درد ہوتا ہے اور گرم پانی نکلنے کا احساس ہوتا ہے، پھنکارے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ ناک گاڑھی رطوبت کی وجہ

(باقی صفحہ سات پر)

مدیر ہفت روزہ "انوارِ قمر" شولاپور کے نام کھلا خط

محترم ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ "انوارِ قمر" شولاپور
سلام مسنون!

آپ کے اخبار کے ۹۶-۷-۱۵ کے شمارہ کے صفحہ ۲ پر ایک مضمون "نبوّتِ مرزائیہ کا آخری فیصلہ" مرسلہ حبیب اللہ کاملے شائع ہؤا ہے۔ پتہ نہیں یہ مضمون کس تقریب میں شائع کیا گیا ہے۔ مرسل صاحب نے یہ مضمون کہاں سے حاصل کیا اس کا کوئی حوالہ مضمون کے ساتھ میں درج نہیں کیا ہے۔ اس سے قبل آپ نے مجھے بالمشافہ کہا تھا کہ آپ آئندہ اس قسم کے اختلافی مضامین اپنے اخبار میں شائع نہیں کریں گے اور آپ نے "مسئلہ ختم نبوت" پر میرا مضمون ادھورا شائع کیا تھا۔

اب آپ نے پھر ایک بار جماعت احمدیہ کے خلاف ایک مضمون شائع کیا ہے تو میں اس مضمون کا جواب تحریر کر کے آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں۔ مجھے اُمید ہے کہ صحافیانہ شرافت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرا جواب بھی پوری طرح اپنے اخبار میں ضرور شائع کریں گے۔ بصورت دیگر ہم سمجھ لیں گے کہ جس طرح حق کو چھپانا اور اس سے ڈرنا مولوی ثناء اللہ کا شیوہ تھا وہی راہ آپ بھی اختیار کر رہے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ کا منہ مانگا آخری فیصلہ۔

جناب حبیب اللہ صاحب کاملے نے جو مضمون "نبوت مرزائیہ کا آخری فیصلہ" کے عنوان سے "انوارِ قمر" شولاپور میں شائع کروایا ہے بلا حوالہ ہے۔ لیکن ہمارے علم کے مطابق پروفیسر الیاس برنی حیدر آبادی نے ایک کتاب "قادیانی مذہب" کے نام سے تقریباً پچاس سال پہلے شائع کی تھی۔ اس کتاب میں اسی قسم کا ایک مضمون "مرزا جی کا آخری فیصلہ" کے عنوان سے انہوں نے لکھا تھا جس کا منہ توڑ جواب اسی وقت جماعت احمدیہ کی جانب سے دیا گیا تھا۔ لیکن بار بار نئے نئے عنوان سے نئے نئے لوگ اسی مضمون کو دوہراتے رہتے ہیں۔ مذکورہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی المسیح الموعود علیہ السلام نے ضرور شائع فرمایا تھا۔ اس اشتہار کی اشاعت کے محرکات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اواخر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب اور احمدیوں کے درمیان موضع مُد ضلع امرتسر میں ایک مباحثہ ہوا۔ ختم مباحثہ کے فوراً بعد ہی اوائل نومبر میں حضرت مرزا صاحب نے ایک اعجازیہ قصیدہ عربی لکھ کر شائع کیا۔ جو "اعجاز احمدی" ص ۳۹ سے ص ۸۷ تک شائع ہوا۔ اس قصیدہ کے شائع کرتے وقت آپؑ نے "اعجاز احمدی" کے ص ۱۴ میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

"مجھے معلوم ہؤا ہے کہ ثناء اللہ امرتسری یہ چاہتے ہیں کہ میں اور وہ یہ دُعا کریں کہ جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں مر جائے۔"

اسی کتاب میں آگے ص ۳۷ پر آپؑ نے لکھا کہ:-

"اگر اس چیلنج پر وہ (ثناء اللہ) رضامند ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے تو وہ ضرور پہلے مریں گے۔"

یہ کتاب نومبر ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی ہے۔ اس کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی ایک اعلان کیا جو ان کی کتاب "الہامات مرزا" طبع سوم میں صفحہ ۱۰۲ پر اس طرح ہے۔

"چونکہ یہ خاکسار نہ واقع میں اور نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے۔ اس لئے ایسے مقابلے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ میں افسوس کرتا ہوں کہ مجھے ایسی باتوں پر جرأت نہیں۔"

لیکن پھر لوگوں کے غیرت دلانے پر اور اُکسانے پر "اخبار اہلحدیث" ۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء ص ۱۰ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ شائع کیا۔

"مرزائیو! سچے ہو تو آؤ اور اپنے گورو کو ساتھ لاؤ وہی میدان عیدگاہ امرتسر تیار ہے جہاں تم پہلے صوفی عبد الحق سے مباہلہ کر کے آسمانی ذلت اُٹھا چکے ہو اور انہیں ہمارے سامنے لاؤ جس نے رسالہ انجام آتھم میں مباہلہ کے لئے دعوت دی ہے کیونکہ جب تک پیغمبر جی سے فیصلہ نہ ہو سب اُمت کے لئے کافی نہیں ہو سکتا۔"

اسی مباہلہ طلبی کے جواب میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو وہ اشتہار شائع فرمایا جو جناب حبیب اللہ کاملے صاحب نے "انوارِ قمر" میں شائع کیا ہے اور جس کی آخری سطور اسطرح ہیں۔

"بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔"

اس کا جواب مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کو "اخبار اہلحدیث" میں شائع کیا اور حبیب اللہ کاملے نے اپنے اس مضمون میں یہودیانہ خصلت کا ثبوت مہیا کرتے ہوئے حقیقت کو چھپایا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کے اشتہار پر مندرجہ ذیل اعتراضات کئے۔

(۱) :- اس دُعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔

(۲) :- اس مضمون کو بطور الہام شائع نہیں کیا۔

(۳) :- میرا مقابلہ تو آپ سے ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرے مرنے سے اور لوگوں پر کیا حجّت ہو سکتی ہے؟

(۴) :- ان دنوں طاعون کی شدت ہے۔ مُردوں کا اُٹھانا مشکل ہو رہا ہے۔ ہر ایک شخص طاعون سے خائف ہے۔ ایسے وقت میں طاعون۔ ہیضہ وغیرہ کی موت کی دُعا محض حسن بن صباح کی دُعا کی طرح ہے۔

(۵) :- تمہاری یہ دُعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مسلمان تو طاعون کو بموجب حدیث شریف ایک قسم کی شہادت جانتے ہیں پھر کیوں تمہاری دُعا پر بھروسہ کر کے طاعون زدہ کو کاذب جانیں گے؟

(۶) :- خدا کے رسول چونکہ رحیم و کریم ہوتے ہیں اور ان کی ہر وقت یہی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے۔ مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دُعا کرتے ہیں؟

(۷) :- آپ اس دعوی میں (کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی) قرآن شریف کے صریح خلاف کر رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے کہ بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغا باز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔

(۸) :- آپ کو معلوم نہیں کہ مسلیمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرتؐ فداہٗ روحی کا انتقال ہوا اور وہ زندہ رہا۔ آنحضرتؐ باوجود سچے نبی ہونے کے مسلیمہ کذاب سے پہلے انتقال ہوئے۔ اور مسلیمہ باوجود کاذب ہونے کے صادق سے پیچھے مرا۔

(۹) :- کوئی ایسی نشانی دکھاؤ جو ہم بھی دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ مر گئے تو کیا دیکھیں گے۔؟

(۱۰) :- مختصر یہ کہ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اسے منظور کر سکتا ہے۔

(اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء و مرقع قادیانی)

اب قارئین خود غور فرمالیں کہ ان تحریرات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کی وفات اپنے ادعائے کے مطابق فریق ثانی کی تائید میں ہوئی۔ جس کے مقابلہ اور تصفیہ کے لئے دُعا کی گئی تھی وہ اس کو قبول نہیں کرتا بلکہ بذریعہ اخبار اعلان کرتا ہے کہ

"خدا جھوٹے۔ دغا باز۔ مفسد اور نافرمان لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس مہلت میں اور بھی بُرے کام کر لیں۔"

اس اعلان کے بعد اگر مولوی ثناء اللہ صاحب مر جاتے اور حضرت مسیح موعودؑ زندہ رہتے تو یہ شور مچا دیا جاتا کہ ہم نے مضمون کو شائع کرتے وقت یہ نوٹ کر دیا تھا کہ سچے جھوٹوں کی زندگی میں ہی مر جاتے ہیں اس لئے ویسا ہی ہوا۔ اور مرزا صاحبؑ اس تحریر کے مطابق جھوٹے قرار دیئے جاتے۔ اس لئے کہ مولوی ثناء اللہ کے بعد زندہ رہے۔

خدا کی قدرت اور مقام عبرت کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا (آل عمران ع ۱۷۸) کی تصدیق بنے (یعنی ہم ان کو اس لئے مہلت دیتے ہیں کہ اور گناہ کر لیں) "وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْئًا" (سورۃ النحل) (یعنی اور تم میں سے وہ بھی ہوتا ہے جو رذیل ترین عمر کی طرف پھیرا جاتا ہے تاکہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے) کے مصداق بنے ہوئے مسلیمہ کذاب کی طرح زندہ رہے تاکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی روز افزوں ترقی اور اپنی ناکامی و نامرادی دیکھ کر کڑھتے رہیں۔ لیکن انہوں نے خود کوئی عبرت حاصل نہ کی اور پھر شوخیاں دکھانا شروع کیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کا انجام عبرتناک کیا کہ خدا کی پناہ۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا ایک ہی بیٹا تھا جو ان کی زندگی میں فوت ہو گیا اور ان کی نسل ہمیشہ کے لئے منقطع کر دی گئی۔ اور حضرت مرزا صاحبؑ کی نسل میں غیر معمولی برکت دی گئی اور ان کے چھ بیٹوں سے جو جسمانی اولاد کا سلسلہ چلا ہے آج دو صد سے زیادہ تعداد تک پہنچ گیا ہے اور بحمد اللہ سب کے سب خدمت دین میں مصروف ہیں۔ روحانی طور پر آپؑ کے متبعین کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ ہے جو روزانہ آپؑ کے لئے دُعائے خیر کرتے ہیں۔ آپؑ کی قائم کردہ جماعت آج دُنیا کے ڈیڑھ صد سے زائد ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ اور دُنیا کے کناروں تک اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ اس کے مقابلے میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا آج کون نام لیوا ہے؟ آج اگر انہیں کوئی یاد کرتا ہے تو وہ محض اس لئے کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کے اشد ترین مخالفین و معاندین کی صف اوّل میں شامل تھے یعنی آج جس طرح دُنیا نمرود و فرعون و ہامان اور ابوجہل و ابولہب کو یاد کرتی ہے کہ وہ اپنے اپنے دَور کے سچے پیغمبروں اور راستبازوں کے اشد ترین مخالف و معاند تھے۔ ثناء اللہ امرتسری کے مُریدوں کو چاہیئے کہ وہ اہلحدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کی عبارت جو ہم اوپر درج کر آئے ہیں کی شق ۳۔ شق ۶۔ شق ۷۔ شق ۸ و ۹ و ۱۰ غور سے پڑھیں اور پھر خدا کو حاضر ناظر جان کر بتائیں کہ کیا ثناء اللہ اپنے ہی قائم کردہ معیار کے مطابق مثیل مسلیمہ نہیں قرار پائے۔ سوچو اور غور کرو! مضمون نگار صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب مدعی اور ملہم ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض ہیضہ بمقام لاہور انتقال کر گئے اور خاکسار ابو الوفا ثناء اللہ آج ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء تک زندہ ہے۔"

مولوی ثناء اللہ صاحب کی درازئ عمر کی حقیقت تو ہم نے اوپر واضح کر دی ہے۔ اب مرض ہیضہ کی حقیقت بھی پڑھ لیں۔ جب حضرت مرزا صاحبؑ کا وصال ہؤا تو مخالفین نے شور ڈالا کہ آپؑ کی وفات ہیضہ سے ہوئی ہے اور چونکہ ہیضہ سے مرنے والے کی نعش ریلوے کے ذریعہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک لے جانا قانوناً منع تھا اس لئے ریلوے کے افسروں سے مل کر یہ جھوٹی خبر پہنچائی کہ مرزا صاحبؑ کی موت ہیضہ سے ہوئی اس لئے ان کی نعش کو لاہور سے قادیان لے جانے کی اجازت نہ دی جائے۔ لیکن اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے مخالفین کو ناکام و نامراد رکھا۔ ڈاکٹر میجر سدرلینڈ پرنسپل میڈیکل کالج لاہور جنہوں نے آخر وقت میں حضرت مرزا صاحبؑ کا علاج کیا تھا نے یہ سرٹیفکیٹ دیا کہ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

مہمانان جلسہ سے ایک ضروری گذارش

الحمد للہ امسال بھی جلسہ سالانہ قادیان سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی منظوری سے ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر (بروز جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ) منعقد ہوگا ہر سال ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مبارک جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مبارک جلسہ میں جملہ شرائط کے ساتھ شامل ہونے والوں کے لئے جو دعائیں کی ہیں ہمارا ایمان و یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ حاضرین جلسہ کو انکا فیض عطا فرماتا ہے

جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے مہمانوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ساتھ سرمائی بستر ضرور لائیں یعنی رضائی اور گدیلا وغیرہ چونکہ ماہ دسمبر میں قادیان میں شدید سردی ہوتی ہے اس لئے مہمانوں کے لئے سرمائی لحاف اور سرمائی لباس نہایت ضروری ہے ہر سال ہی یہ امر دیکھنے میں آتا ہے کہ مہمانان کرام جلسہ پر تشریف لاکر انتظامیہ کو سرمائی لحاف مہیا کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں جبکہ انتظامیہ کے لئے ہر مہمان کو سرمائی لحاف مہیا کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

(اشتہار ۷۔ دسمبر ۱۸۹۲ء)

اب چونکہ ہر سال ہی کثیر تعداد میں نئے بیعت کرنے والے اور غیر احمدی و غیر مسلم بھائی بھی جلسہ کے لئے تشریف لاتے ہیں اس لحاظ سے جو لحاف موجود ہیں وہ ان حضرات کو انتظامیہ مہیا کر دیتی ہے لھذا اس اعلان کے ذریعہ جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے ان جملہ احباب سے جو جلسہ سالانہ قادیان میں شریک ہونے کے خواہشمند ہیں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنا سرمائی لحاف اپنے ہمراہ ضرور لائیں۔

امید ہے کہ امراء جماعت اور صدر صاحبان اس امر کی پابندی کے لئے یہ اعلان جلسہ میں آنے والے مہمانوں کو بار بار سنائیں گے۔ تاکہ جلسہ کے موقع پر مہمانوں اور انتظامیہ کو کسی قسم کی کوئی دقت نہ ہو

(محمد عارف نگلی افسر جلسہ سالانہ قادیان)

اعلانات نکاح

۱۔ ۱۹؍ اگست ۹۶ء کو مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ جماعت احمدیہ حیدر آباد نے مکرم اعجاز حسین صاحب کی صاحبزادی عزیزہ امۃ الرحمٰن کوثر کا نکاح ہمراہ عزیز مکرم مرزا وسیم احمد بیگ ابن مکرم مرزا شریف احمد بیگ صاحب مرحوم کے ساتھ ۲۱۰۰۰/- Rs (اکیس ہزار روپے) حق مہر پر اعلان فرمایا احباب جماعت سے رشتہ کے ہر لحاظ سے مبارک اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے (اعانت ۱۰۰/-)

۲۔ ۹ اگست بروز جمعہ میرے برادر نسبتی مکرم محمد عبد العظیم صاحب گلبرگی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ یادگیر کے لڑکے علیم احمد گلبرگی کا نکاح ہمراہ عزیزہ ہاجرہ بیگم بنت مکرم محمد عبد القادر صاحب ہریکر مرحوم مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر نے مبلغ ۱۲۰۰۰/- (بارہ ہزار روپے) حق مہر پر پڑھا۔ رشتہ کے ہر جہت سے مبارک اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت ۱۰۰/-)

(بشیر الدین احمد حیدر آبادی)

۳۔ میری بیٹی ڈاکٹر عاصمہ بیگم ڈیجی کا نکاح چوہدری شمیم احمد ابن مکرم چوہدری عبد الغفور صاحب ساکن سلیٹ بنگلہ دیش حال مقیم کیلیفورنیا امریکہ کے ساتھ مورخہ ۳۱؍ مئی ۹۶ء کو بعد نماز جمعہ ۱۲۵۰۰ ڈالر حق مہر پر صدر مربی مولانا امداد الرحمٰن صاحب صدیقی نے مسجد بیت الباسط میں پڑھا۔ اسی روز چٹاگانگ میں تقریب رخصتانہ انجام پائی۔ رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (فرید احمد چٹاگانگ بنگلہ دیش)

درخواست دعا

- مکرم منیر احمد صاحب صدیقی مقیم جرمنی شوگر کی زیادتی کی وجہ سے بیمار ہیں موصوف کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (ناظر بیت المال آمد قادیان)
- مکرم فضل الرحمٰن صاحب آف سرینگر کافی عرصہ سے دل کے عارضہ سے بیمار ہیں ان کی شفائے کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر ۲۰۰/-) (کلیم احمد دفتر بدر قادیان)
- مکرم سید انصار اللہ مسلم کے بڑے بیٹے سید خلق اللہ مسلم (۲۷ سال) گھر سے ایک ٹریکر پر اپنی دکان پر جارہے تھے راستہ میں ٹریکر کے ایک درخت سے ٹکرا جانے کے سبب شدید زخمی ہوگئے خاص کر سر دایاں جبڑا اور پیٹھ میں کافی چوٹیں آئی ہیں۔ جس کے نتیجے میں موصوف ۶ گھنٹے تک بے ہوش بھی رہے۔ شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت ۵/- (ادارہ) ۴۴

ساتواں سالانہ صوبائی اجتماع مجلس انصار اللہ آندھرا پردیش

امسال سالانہ صوبائی اجتماع چنتہ کنٹہ میں منعقد ہوا اجتماع کے لئے ایک سب کمیٹی تشکیل دی گئی تمام مجالس کو اجتماع میں شریک ہونے کی دعوت دی گئی نومبائعین کو بھی پیغام بھجوایا گیا۔ جملہ امور میں خدام و اطفال کا تعاون حاصل رہا۔ فجزاھم اللہ۔

۱۸ اگست کو نماز تہجد سے اجتماع کا آغاز ہوا بعد نماز فجر مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا نے قرآن مجید کا درس دیا۔ بعدہ قبرستان میں اجتماعی دعا مکرم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا نے کرائی۔ اس کے بعد ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا جو کہ مسجد کے سامنے کرائے گئے۔

ٹھیک نو بجے مہمانان کرام اور لوکل انصار کے لئے ناشتہ کا انتظام کیا گیا اور ہر دو گھنٹے کے بعد سب کو چائے دی گئی مسجد کے باہر لگے ہوئے مائک سے اجتماع کی کاروائی دور دور تک سنائی دی۔

۱۰ بجے افتتاحی اجلاس تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا عہد و نظم کے بعد مکرم مولوی شمس الدین صاحب نے سالانہ رپورٹ پڑھی مکرم عبد الوحید انصاری صاحب نائب ناظم انصار اللہ نے صدارتی خطاب کے بعد دعا کرا کے باقاعدہ اجتماع کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ بعدہ علمی مقابلہ جات ہوئے۔ نمازوں اور دوپہر کے کھانے کے بعد تین بجے مجلس سوال و جواب محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ کی صدارت میں شروع ہوئی۔ سوالات کے جواب مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر، مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم اور مکرم حافظ صالح محمد صاحب الہ دین نے دیئے۔ سوا گھنٹہ یہ محفل جاری رہی ۴ بجے ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم ڈاکٹر سعید انصاری صاحب نے کی۔ مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر نے "تربیت اولاد اور اہمیت نماز" پر مفصل روشنی ڈالی جس میں آپ نے خصوصًا ایم۔ ٹی۔ اے دیکھنے اور دیگر نازیبا فلموں سے پرہیز کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد خاکسار نے اسلامی اصول کی فلاسفی کے پانچ سوالوں کے جوابات کا خلاصہ بیان کیا۔ اور احباب سے سیدنا حضرت امیر المومنین کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی اپیل کی کہ ہر احمدی اس کتاب کو ایک بار ضرور پڑھے بعدہ مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مزکی اعظم" کے عنوان پر عمدہ پیرایہ میں روشنی ڈالی، مکرم شیخ ابراہیم صاحب نے تلگو زبان میں "اسلامی اصول کی فلاسفی پر ریویو" کے عنوان سے خطاب کیا۔ مکرم صدر اجلاس نے خطاب کے بعد دعا کرائی

ساڑھے پانچ بجے اختتامی اجلاس شروع ہوا جس میں مکرم صوبائی امیر صاحب آندھرا اور مکرم حافظ صاحب نے باری باری نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دئیے۔ اس کے بعد مکرم سراج احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ نے شکریہ ادا کیا۔ اور مکرم صوبائی امیر صاحب نے دعا کرائی۔ اور اجتماع کے اختتام پذیر ہونے کا اعلان فرمایا۔ کھانے کے بعد مہمانان کرام اپنے مقامات پر واپس تشریف لے گئے۔ اجتماع میں ۲۱۱ انصار و خدام شامل ہوئے جن میں چنتہ کنٹہ کے علاوہ درج ذیل جماعتوں سے نمائندے تشریف لائے۔

وڈمان، محبوب نگر، نواب پیٹھ، چندہ پور، حیدر آباد، سکندر آباد، متکا پلیڈ، طاہر آباد نلگنڈہ، ظہیر آباد، جڑچرلہ، گلبرگہ۔

اللہ تعالیٰ اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

(حافظ سید رسول نیاز مبلغ سلسلہ چنتہ کنٹہ)

بقیہ صفحہ ۹

"مرزا صاحب کی وفات ہیضے سے ہرگز نہیں بلکہ اعصابی دستوں سے ہوئی ہے"

چنانچہ ریلوے حکام نے سرٹیفکٹ دیکھ کر نعش مبارک کو قادیان لے جانے کی اجازت دیدی اس طرح آپ کی نعش مبارک بذریعہ ریل لاہور سے بٹالہ اور وہاں سے قادیان لے جایا جانا ہی اس الزام کو باطل کرنے کے لئے کافی ہے۔ کہ آپ کی وفات ہیضہ سے ہوئی تھی۔ لھذا مخالفین کی یہ حسرت بھی پوری نہ ہوئی کہ آپ کی وفات کو وبائی ہیضے سے ہوئی موت ثابت کر سکیں۔ اب قارئین خود ہی فیصلہ کرلیں کہ آخری فیصلہ کیا ہوا۔

(خاکسار ڈاکٹر بشارت احمد عثمان آباد مہاراشٹر)

- ۴۴ برادرم مکرم نعیم احمد صاحب آف احمد آباد گجرات ان دنوں مخالف حالات سے بہت پریشان ہیں کاروبار بھی خراب ہے موصوف نہایت مخلص، پرجوش احمدی ہیں میرٹھ میں رہتے تھے لیکن وہاں محض احمدیت کی وجہ سے خوفناک طریق پر مظالم ڈھائے گئے اور عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا تو موصوف احمد آباد کی طرف ہجرت کر گئے۔ موصوف اور ان کے اہل و عیال کے لئے احباب کرام سے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔ (سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ رڑکی)
- مکرم کرامت خان صاحب آف تالبر کوٹ (اڑیسہ) اپنی صحت و تندرستی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں اعانت بدر ۱۰/- (فضل حق شوکت متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

اصلی (قدیمی) اور تحریف شدہ کتابوں کے عکس

اداریہ صد۲ میں جن کتابوں کے حوالے دیئے گئے ہیں ان کے عکس ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

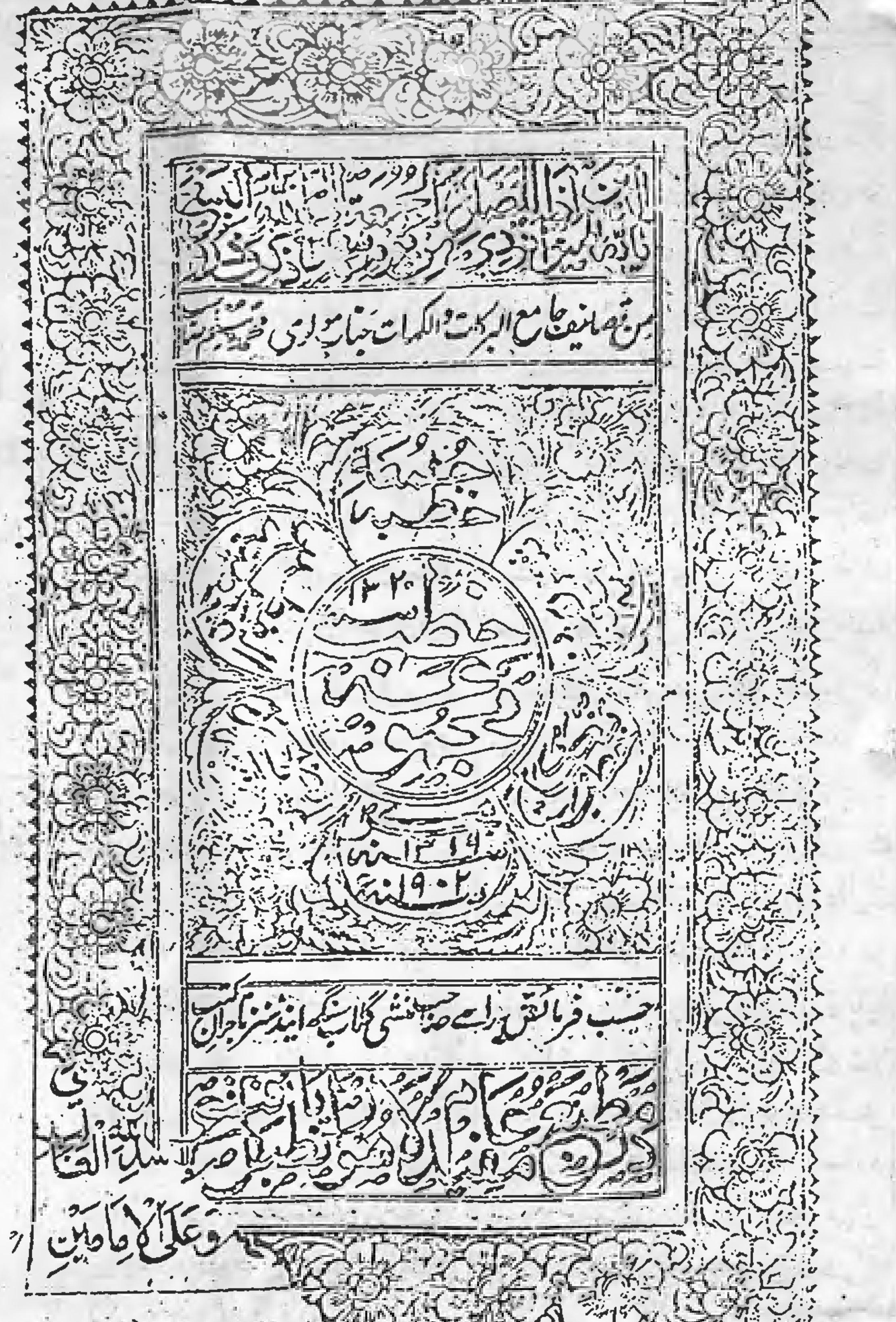

ٹائیٹل پیج اصل کتاب

قدیمی نسخہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء

پڑھو نمازاں روزے رکھو چنگے عمل کماؤ
سجدہ کرو نہ مول کسے نوں باجھوں ذات الٰہی
میلے مجلس اندر جاون جائز ناہیں بھائی
شرع نبی دے اوپر چلو نیکی خیر کماؤ
منگو سب مراداں ایتھیں ہے اوہ دیون دارا
ایسے عمل کماؤ جیتھیں اللہ ہووے راضی
جو کجھ پاک نبی فرمایا راضی ہوکے کریو
مکر فریب نفس دیکولوں منگ پناہ الٰہی
جسنوں رب ہدایت بخشے کون بھلاوے اہوں
نیک کماں کرو وچہ دنیا بدی نکر ہو کوئی
آدم شیث خلیل سلیمان نوح ادریس سدھارے
اسمٰعیل اسحٰق نہ رہیا موسیٰ عیسےٰ نالے
نبی حبیب محمد صاحب اوہ لد سدھارے
واحد رب رسول محمد یاری منگ الٰہوں
مسلم عاصی بندہ تیرا بخشیں بس غفارا

حسد بخیلی دوہی رشوت ہرگز مول نکھاؤ
چوکی قدمیں کدی نہ جاہو کرہو دور سیاہی
عورت مرد جو جان نگا ہے ایہہ بھی شرک الٰہی
غیر شرع جو رستے ہووے اسول مول نجاہو
عزت ذلت تھاؤ سیدے کرسی اوہ ستارا
دلوچہ شوق قصیدہ دا رکھو کرہو دور مجازی
وچہ قبر دے پوسن گرزاں اس عذابوں ڈریو
نیکی دی توفیق دیوے رب دور کرے گمراہی
بخشش دی امید ہمیشہ یاری منگ الٰہوں
وچہ قبر دے روز قیامت مسلم حالت ہوئی
یوسف تے سلطان سکندر لنگھے ہین اوہ سارے
ہور الیاس داؤد پیغمبر بیتے اجل پیالے
حرماں تے اصحاباں ناؤں توں ہیں کون بیچارے
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں خیر ہووے درگاہوں
باجھوں تکیہ تیرے میرا نہیں ہے ہور سہارا

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ وَ
الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ
وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ

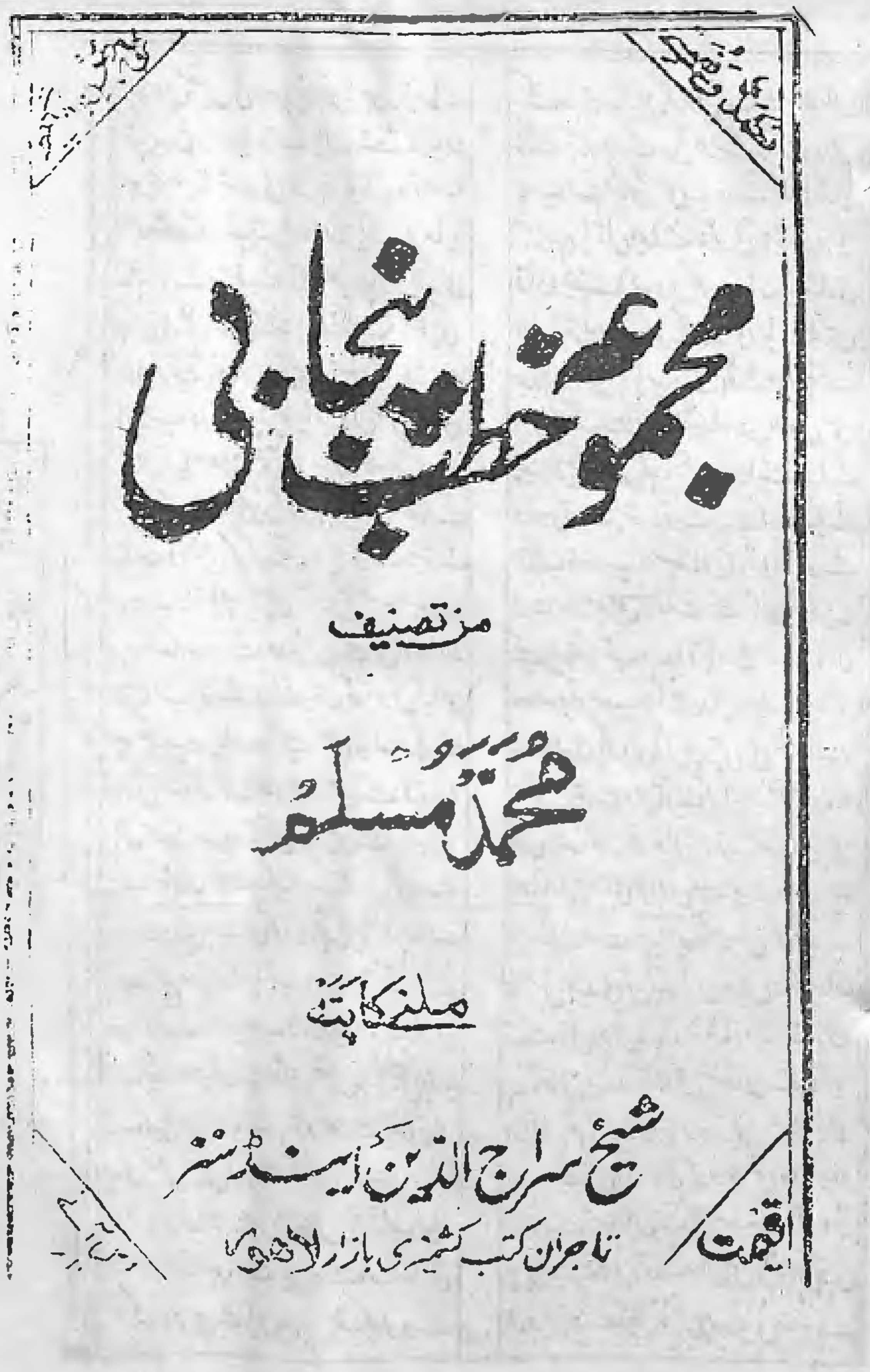

ٹائیٹل پیج تبدیل شدہ کتاب

تحریف شدہ نسخہ

جو دنیا دے وچہ کمایا ہتھ نسالڈے آیا
پڑھو نماز ان دل مومن دل نعیں ... رکھو
دھیکے کن سنو اے مومن آکھاں بات چنگیری
بدکم ہتھاں نال نہ کریو جاگہ بری نہ جلیے
ہور زبان کھیں وا زونہ دل دے وچہ سیاہی
پڑھو نمازاں روزے رکھو چنگے عمل کماؤ
سجدہ کرو نہ مول کسے نوں باجھوں ذات الٰہی
میلے مجلس اندر جاون جائز ناہیں بھائی
شرع نبی دے اوپر چلو نیکی خیر کماؤ
منگو سب مراداں اتھیں۔ ہے اوہ دیون ہارا
ایسے عمل کماؤ جس تھیں اللہ ہووے راضی
جو کجھ پاک نبی فرمایا راضی ہوکے کریئے
مکر فریب نفس دے کولوں منگ پناہ الٰہی
جس نوں رب ہدایت بخشے کون بھلاوے اہوں
نیک اعمال کرو وچہ دنیا بدی نہ کریو کوئی
آدم شیث خلیل سلیمان نوح ادریس سدھارے
اسمٰعیل اسحٰق نہ رہیا ہاروں موسیٰ نالے
نبی حبیب محمد صاحب اوہ بھی لد سدھارے
واحد رب رسول محمد یاری منگ الٰہوں
مسلم عاصی بندہ تیرا بخشیں بس غفارا

جو کجھ درجہ میرا آہا پورا کر دکھلایا
ساتھوں ہاں نہ چغلی غیبت مندی نظر نہ تکو
بخشش منگو اللہ کولوں نیت نیک نظیری
ایہہ ہتھاں ریہیں ہواہی نہ تنہیوں تک سلیے
جھوٹ نہ بولو برا نہ آکھو غیراں برا نہ جانوں
حسد بخیلی دوہی رشوت ہرگز مول نکھاؤ
چوکی قدمی کدی نہ جاہو کریو دور سیاہی
عورت مرد جو جان نگا ہے ایہہ بھی شرک الٰہی
غیر شرع جو رستے ہوئے سو اوہ مول نجاؤ
عزت ذلت تھاؤ سیدے کرسی اوہ ستارا
دل وچہ شوق اشعار رکھو کریو دور مجازی
وچہ قبر دے پوسن گرزاں اس عذابوں ڈریئے
نیکی دی توفیق دیوے سب دور کرے گمراہی
بخشش دی امید ہمیشہ یاری منگ الٰہوں
وچہ قبر دے روز قیامت مسلم حالت ہوئی
یوسف تے سلطان سکندر لنگھے ہین اوہ سارے
لوطا تے داؤد پیغمبر بیتے اجل پیالے
حرماں تے اصحاباں نالوں ہیں توں کون بیچارے
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں خیر ہوے درگاہوں
باجھوں تکیہ تیرے ہا میرا نہیں سہارا

بَارَکَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَنَفَعَنَا وَاِیَّاکُمْ بِالْاٰیٰتِ
وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ اِنَّہٗ تَعَالٰی جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

FAX - 01872 - 20105

01872-20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)

VOL - 45 THURSDAY, 26 SEPTEMBER 1996 ISSUE NO -39

قدیمی نسخہ

ٹائیٹل پیج

اس طرف

بان یاراں سال گذشتہ ہوئے کیتا یاد الٰہی
سال بونجہ عمر نبیؐ دی ہی اوس دہاڑے
ماہ رجب دا آہا مہینہ ہویا جدوں فضل سی
بکناں کہیا معراج نبیؐ نوں ہویا ماہ رمضانے
بکناں کہیا معراج نبیؐ نوں ہویا ماہ شوالے
سارے دانش کر کر تھکے ویلا وقت بیتو نے
ماہ رجب دا آہا مہینہ چن تاریخ ستیویں
مردہ صفا اوہ پربت دوویں جتھے سی اوہ خانہ
کافر غالب ہوئے نبیؐ تے تاں گھر اوس گیا سی
پھوپھی بہت پیاری آہی مخفی جا لکن سوائی
نادل اندر کر توں خطرہ کہے پھوپھی فرزندا
اول دھاں ہتھاں والا میں اواز کراں گی
پاک محمدؐ سرور تائیں پھوپھی دے دلیری
جب محمدؐ حرف نہ کیتا ستا نال غمی دے
وکت پہنچی بہت نبیؐ نوں جوع ہوئے غمسارے
رب حکیم او نہاندا آہا آپ اللہ حق تعالٰے
دوست خاص حبیب خدا دا کیتا غم بیماری
رب جگت دہیاں لیا خلقاں تھیں جبرائیل بلایا
رب کہیا ہور دھندے چھوڑ حضرت جبرائیلا
جان قبض تھیں توں ستائیں حضرت عزرائیلا
جماز کرو اسماناں اتے عرشوں گرد اتارو
حوض کوثر تھیں بھر بھر مشکاں اج شراب لیاؤ
مشک معطر ظاہر ہووے تیز ہووے روشنائی
حکم کردا اس چرخے تائیں پہروں ٹھہر کھلووے
کھول دیکھو دروازے بہشتے نور ظہوروں

اول آخر نور نبیؐ دا کلمے دی بادشاہی
جدوں معراج ہویا سرور نوں ڈٹھے عرش منارے
اکس بزرگ روایت کیتی ماہ ربیع الاول سی
قادر قدرت ہتھ نہ آوے ٹریئے کت زمانے
پھیر ربیع الآخر کہیا اکس روایت والے
اوڑک ماہ رجب دا سبھناں آ اقرار کیتو نے
رات سوار پھوپھی دے خانے ستا ناں غمی نالی
کعبے جیہا مرتبہ اسدا رتبہ وچ جہاناں نہیں
اوہ سرور تائیں پیٹھن لگی دل وچ فکر پیاسی
دے دلیری پاک نبیؐ نوں پھوپھی جی ٹھہرائی
جیکوئی اج تیرے ول آوے کوئی منافق بندہ
جے اوہ پھیر منافق ہووے پھٹ تمشیر لڑانگی
توں مالک ملک خزانیاں والا اقرب حضوروں تیری
دہانا روح جنابے خوابوں سبب مکانوں دے
اک اندیشہ امت والا ایہہ دلیل گذارے
خواہش جیندی کن فیکونوں بنیا عالم سارا
قدرت نال احوال نہاندا ڈٹھا رب ستاری
پردہ خالق تیرے والا کل خلقاں تے پایا
اسرافیل تھیں کرناؤں روز یوں میکائیلا
یار میرے دی آمد ہوئی کرو خوشی دا حیلا
کرسی دے سرتاج بناؤ ہور خیال دسارو
نوری کھلے اسماناں اتے گل چھنکار کراؤ
میں یار اپنے نوں قدرت سال جیندی خواہش ہوئی
باجھ نبیؐ دے ایاں تائیں ہور خیال نہ ہووے
خوشی کرو شب قدر نبیؐ دی زیور پہن حوراں

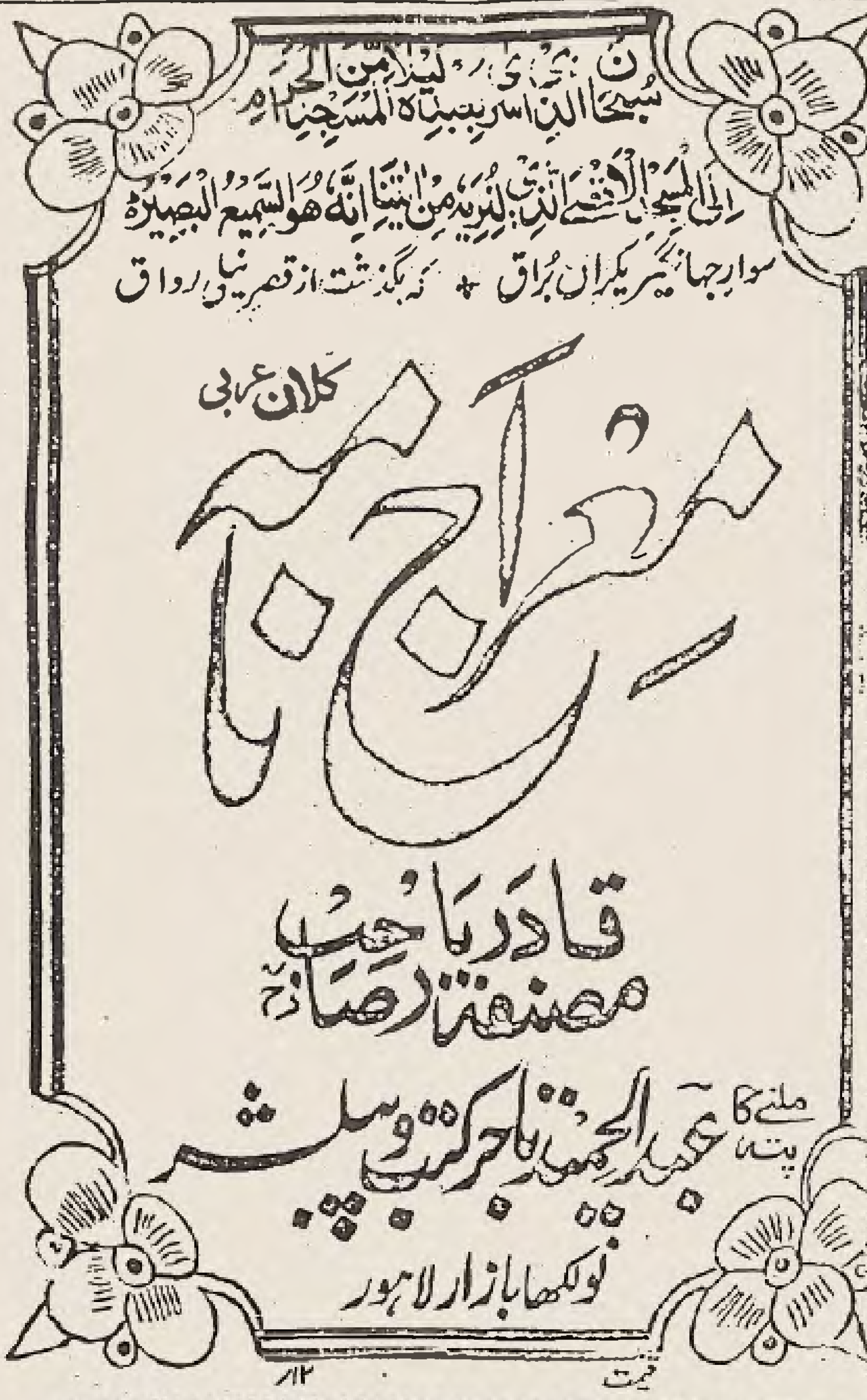

تحریف شدہ نسخہ

ٹائیٹل پیج

اس طرف

چودھویں طبقیں ملی دھردی پھریا ہور زمانہ
شہر شرع دا ہویا مرتب پاک محمدؐ یارو
ابو بکرؓ بنا شہر دی عمرؓ چوکاندہ آہا
اسم محمدؐ شہر شرع دا اللہ پاک وسایا
مدہم ہوئے بہتر فرقے روشن چار یاری
جاں یاراں سال گذشتہ ہوئے کیتا یاد الٰہی
سال بونجہ عمر نبیؐ دی آہی اوس دہاڑے
ماہ رجب دا آہا مہینہ ہویا جدوں فضل سی
بکناں کہیا معراج نبیؐ نوں ہویا ماہ شوالے
بکناں کہیا معراج نبیؐ نوں ہویا ماہ رمضانے
سارے دانش کر کر تھکے ویلا وقت بیتو نے
ماہ رجب دا آہا مہینہ چن تاریخ ستیویں
مردہ صفا اوہ پربت دونویں جتھے سی اوہ خانہ
کافر غالب ہوئے نبی تے تاں گھر اوس گیا سی
پھوپھی بہت پیارے آہے مخفی جا کر سوہائے
نادن اندر کر توں خطرہ پھوپھی کہے فرزندا
پاک محمدؐ سرور تائیں پھوپھی دے دلیری
جب محمدؐ حرف نہ کیتا ستا نال غمی دے
وکت پہنچی بہت نبیؐ نوں رجوع ہوئے غم سارے
رب رحیم او نہاندا آہا آپ اللہ حق تعالٰے
اوہ دوست خاص حبیب خدا دا کیتا غم بیماری
رب جگ دریاں لیا خلقاں تھیں جبرائیل بلایا
رب کہیا ہور دھندے چھڈو حضرت جبرائیلا
جان قبض تھیں توں ستائیں حضرت عزرائیلا
حوض کوثر تھیں بھر بھر مشکاں اج شراب لیاؤ
مشک معطر ظاہر ہووے تیز ہووے روشنائی
حکم کرو اس چرخے تائیں پہروں ٹھہر کھلووے

کھتے راج رزالیاں کولوں تخت ملے سلطاناں
بانگ بلند بلالے دتی کلمہ شکر گذارو
چھت لتے عثمان غنیؓ بے درتے حضرت شاہا
مسلم ہویا نال ایمانے نہ کوئی اندر آیا
قادر بخشا کہو دل کلمہ ہویا رب ستاری
اول آخر نور نبی دا کلمے دی بادشاہی
جدوں معراج ہویا سرور نوں ڈٹھے عرش منارے
اکس بزرگ روایت کیتی ماہ ربیع الاول سی
پھیر ربیع الاول کہیا اکس روایت والے
قادر قدرت ہتھ نہ آوے ٹریئے کت زمانے
اوڑک ماہ رجب دا سبھناں آ اقرار کیتو نے
رات سوار پھوپھی دے خانے ستے نال غمیوں
کعبے جیہا مراتب اسدا آہا وچ جہاناں
اوہ سردار عرب دا تائیں دل وچ فکر پیاسی
دے دلیری پاک نبی نوں پھوپھی جی ٹھہرائے
جیکو اج تیرے ول آوے کون منافق بندا
توں مالک ملک خزانیاں الاقرب حضوروں تیری
دہانا روح جنابی خوابوں بت سمیت چلیندے
اک اندیشہ امت رہیا ایہہ دلیل گذارے
خواہش جیندی کن فیکونوں بنیاں عالم سارا
قدرت نال احوال انہاندا ڈٹھا آپ ستاری
پردہ خالق بندڑے والا کل خلقاں تے آیا
اسرافیل تھیں کرناؤں روز یوں میکائیلا
یار میرے دی آمد ہوئی کرو خوشی دا حیلا
نوری کھلے اسماناں تے کل سنگار کراؤ
میں یار اپنے نوں قدرت سال جس دی خواہش آہی
باجھ نبی دے ایاں تائیں ہور خیال نہ ہووے